بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چہل حدیث

(برائے خواتین)

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم

نائب شیخ الحدیث دار العلوم حیدرآباد

مرتب

محمد عبدالعلیم قاسمی

خادم کہف الایمان حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام رسالہ	چہل حدیث برائے خواتین
زیر سرپرستی	حضرت مولانا مفتی جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم
نام مرتب	محمد عبدالعلیم قاسمی خادم کہف الایمان بورابنڈہ حیدرآباد
	فون نمبر:9063802770
صفحات	۸۰

فہرستِ مضامین

- تقریظ: والد گرامیٔ قدر حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی ٦
- تقریظ: حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی ۸
- تقریظ: مفتی محمد منیر صاحب قاسمی ۹
- عرض مرتب ۱۱
- حدیث نمبر ۱: ایمان وعقیدہ کی حفاظت کیجیے ۱۵
- حدیث نمبر ۲: شرک سے بالکل دور رہیے ۱۷
- حدیث نمبر ۳: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھیے ۱۹
- حدیث نمبر ۴: نماز پابندی سے پڑھیے ۲۱
- حدیث نمبر ۵: نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے ۲۳
- تمرینی سوالات ۲۵
- حدیث نمبر ٦: زکوۃ ادا کیجیے ۲٦
- حدیث نمبر ۷: صدقہ دیتے رہیے ۲۷
- حدیث نمبر ۸: رمضان کا مہینہ نیک اعمال میں گزاریے ۲۸
- حدیث نمبر ۹: اخیر عشرے کا اعتکاف کیجیے ۳۰
- حدیث نمبر ۱۰: حج میں تاخیر نہ کیجیے ۳۲

۞ تمرینی سوالات ۳۳

۞ حدیث نمبر ۱۱: قربانی کا فریضہ ادا کیجیے ۳۴

۞ حدیث نمبر ۱۲: قرآن سے رشتہ مضبوط کیجیے ۳۵

۞ حدیث نمبر ۱۳: کچھ مخصوص سورتوں اور آیات کی تلاوت کا معمول بنائیے ۳۶

۞ حدیث نمبر ۱۴: زبان سے غلط باتیں مت نکالیے ۳۷

۞ حدیث نمبر ۱۵: غیبت نہ کیجیے ۳۸

۞ تمرینی سوالات ۴۰

۞ حدیث نمبر ۱۶: چغل خوری مت کیجیے ۴۱

۞ حدیث نمبر ۱۷: دنیا سے دل مت لگائیے ۴۲

۞ حدیث نمبر ۱۸: زبان کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھیے ۴۳

۞ حدیث نمبر ۱۹: جو ہے اس پر راضی رہیے ۴۴

۞ حدیث نمبر ۲۰: حسد کی آگ میں مت جلیے ۴۵

۞ تمرینی سوالات ۴۷

۞ حدیث نمبر ۲۱: دل میں کینہ مت پالیے ۴۸

۞ حدیث نمبر ۲۲: کنجوسی مت کیجیے ۴۹

۞ حدیث نمبر ۲۳: صفائی ستھرائی کا خیال رکھیے ۵۱

۞ حدیث نمبر ۲۴: پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے ۵۲

۞ حدیث نمبر ۲۵: جھوٹ مت بولیے ۵۳

۞ تمرینی سوالات ۵۵

- حدیث نمبر۲۶: باحیا زندگی گزاریے ۵۶
- حدیث نمبر۲۷: صبر وشکر کی عادت ڈالیے ۵۷
- حدیث نمبر۲۸: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہیے ۵۸
- حدیث نمبر۲۹: حرام لقمے سے بچیے ۶۰
- حدیث نمبر۳۰: کسی پر ظلم مت کیجیے ۶۱
- تمرینی سوالات ۶۳
- حدیث نمبر۳۱: پردۂ شرعی کا پہلا درجہ ۶۴
- حدیث نمبر۳۲: پردۂ شرعی کا دوسرا درجہ ۶۵
- حدیث نمبر۳۳: پردۂ شرعی کا تیسرا درجہ ۶۷
- حدیث نمبر۳۴: اجنبی مردوں سے میل جول نہ رکھیے ۶۸
- حدیث نمبر۳۵: نکاح سنت کے مطابق کیجیے ۷۰
- تمرینی سوالات ۷۱
- حدیث نمبر۳۶: شوہر کی خدمت واطاعت کیجیے ۷۲
- حدیث نمبر۳۷: اولاد کی دینی تربیت پر توجہ دیجیے ۷۳
- حدیث نمبر۳۸: طلاق وخلع میں جلد بازی نہ کیجیے ۷۵
- حدیث نمبر۳۹: رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے ۷۶
- حدیث نمبر۴۰: علم حاصل کیجیے ۷۸
- تمرینی سوالات ۷۹
- مراجع ومآخذ ۸۰

تقریظ

والد گرامیٔ قدر حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم

نائب شیخ الحدیث وصدر مفتی دار العلوم حیدر آباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

اولاد کی تربیت کا پہلا مرکز ماں کی گود ہے، اسی کے آغوش میں بچہ بہت سی بنیادی باتیں سیکھتا ہے، اور عام طور پر بچپن میں سیکھے ہوئے یہ نقوش اس کے ذہن ودماغ پر اس طرح مرتسم ہوجاتے ہیں کہ مرتے دم تک اس کے اثرات باقی رہتے ہیں؛ اس لیے سب سے پہلے ضرورت ماؤں کی تربیت کی ہے، اگر مائیں ہی غیر تربیت یافتہ اور تہذیبی اقدار سے نا آشنا رہیں گی تو نسلِ نو کی تعمیر میں کوئی کردار ادا نہیں کرسکیں گی؛ بلکہ کچھ بعید نہیں کہ نئی نسل کی تخریب میں سب سے زیادہ انہی کا رول رہے۔

خیر القرون کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اکابرو اسلاف کی تربیت میں ان کی ماؤں کی تربیت کا بڑا دخل رہا ہے، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ تو مشہور ہے کہ حجاج نے جب مکہ پر حملہ کردیا تھا اور جنگ آخری مراحل میں تھی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، اس وقت آپ نے جو نصیحتیں فرمائیں اور شجاعت وبہادری نیز شہادت کے جذبے کو جس طرح مہمیز کیا وہ ہر ایک خاتون کے لیے قابل عبرت ہے۔ (تاریخ ابن خلدون ۳/ ۵۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ کے امام ہیں، چار مکاتب فقہیہ میں سے ایک مستقل مکتب فکر آپ کا ہے، جو دنیا کے ایک معتدبہ حصہ میں رائج ہے ان کی تعلیم وتربیت میں بھی ماں کا بڑا کردار رہا تھا، حتی کہ ایک موقعہ پر جب تعلیمی اخراجات کے لیے پیسے نہ تھے تو ماں نے اپنا گھر گروی رکھ کر ان اخراجات کی بھرپائی کی۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۱/ ۲۸۳)

اس طرح کی مثالیں بہ کثرت تاریخ میں مل جائیں گی، موجودہ دور جو کہ فتنوں کا

دور ہے، قدم قدم پر خواہشات کا زور ہے، جگہ جگہ گناہوں کے محرکات ہیں، بالخصوص عورتوں کے مابین فکری و عملی گمراہیاں تیزی سے پھیل رہی ہیں، ایسے پر آشوب حالات میں ہر مسلمان عورت کو اپنی اصلاح و تربیت سے متعلق فکر مند ہونا چاہیے اور اپنی زندگی شریعت و سنت کے مطابق گزارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

اسی پس منظر میں بندے نے عزیزم مفتی محمد عبد العلیم قاسمی زید علمہ وفضلہ استاذ تفسیر وفقہ ادارۂ کہف الایمان بورا بنڈہ حیدرآباد- جو اس سے پہلے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی مایہ ناز عربی کتاب فقہ البیوع کا ترجمہ کر چکے ہیں، نیز مستورات کی مسنون نماز، وظائفِ اعضاء اور مساجد کا کردار نامی کتابچے بھی ترتیب دیے ہیں- سے کہا کہ چہل حدیث کے طرز پر ایسا کتابچہ ترتیب دیا جائے جس میں اصلاح و تربیت کے ضروری پہلو سامنے آجائیں؛ تاکہ پڑھنے والیوں کے زندگی میں صالح انقلاب آسکے، چنانچہ موصوف نے بڑی محنت سے یہ کتابچہ تیار کیا، بحمد اللہ اس میں ارکانِ اسلام پر بھی گفتگو ہے، محاسن اور اچھے اوصاف کا بھی ذکر ہے، حقوق کی بھی وضاحت کی گئی ہے، رذائل اور بری عادات جو عورتوں میں زیادہ رائج ہیں کا بھی بیان ہے، زبان عام فہم اور اسلوب دل نشیں ہے اور کتابچہ حوالہ جات سے مزین ہے۔

اللہ تعالی موصوف کی اس کاوش کو قبول کرے، مزید دینی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتابچے کو قارئین و قارئات کی زندگیوں میں صالح انقلاب کا ذریعہ بنائے، آمین۔

محمد جمال الدین قاسمی
خادم دار العلوم حیدرآباد
۱۵/۱۱/۱۴۴۵ھ
۲۴/۵/۲۰۲۴ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد ابوبکر جابر صاحب قاسمی عمت فیوضہم

ناظم ادارۂ کہف الایمان بورابنڈہ حیدرآباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

سب مانتے اور بولتے رہتے ہیں کہ مرد پڑھا فرد پڑھا، عورت پڑھی خاندان پڑھا، خواتین نے اپنی قربانیوں سے علماء ومجددین کو پیدا کیا، دینی محنتوں میں مختلف وجوہات سے لڑکیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، دینی مجالس وجلسوں میں بھی عورتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، ان کا اوران کے مسائل کا ذکر نہیں کیا جاتا، چالیس احادیث یاد کرنا آسان ہے، بچیوں کو دلچسپی بھی جلد پیدا ہوجاتی ہے، پھر ساری احادیث خواتین سے جڑی ہوئی ہیں۔

خدا تعالیٰ ہمارے فعال مدرس مفتی عبدالعلیم قاسمی حفظہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنے عظیم والد کے حکم کی سعادت سمجھ کر تکمیل کی، ہمیں ان کے مزید علمی وتحقیقی کارناموں کی بہت سی توقعات ہیں، پروردگار عالم اسے تکمیل تک پہنچائے اور شرمندۂ تعبیر کرے۔

راقم

مفتی ابوبکر جابر قاسمی

۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ

۱۸/ مئی ۲۰۲۴ء

تقریظ

مولانا مفتی محمد منیر صاحب قاسمی زید مجدہ

صدر مدرس ادارۂ کہف الایمان بورابنڈہ حیدرآباد

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم میں مسلمان مرد بھی داخل ہے اور مسلمان عورت بھی داخل ہے، حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مردوں کا عالم بن جانا بھی عورتوں کے دین دار بننے کے لیے کافی نہیں ہے، ان کو مستقل دین سکھانے کی ضرورت ہے، علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورتیں تہذیب وتمدن کی جڑ ہیں، جڑ کی پرورش اور نگہداشت کے بغیر درخت، تنا، پھولوں اور پھلوں کی حفاظت کا تصور نہیں ہوسکتا ہے۔

عورت کی دین داری سے گھر اور خاندان میں دین داری آتی ہے، بچوں کی تربیت، معاشرت وعائلی مسائل میں استحکام آتا ہے، عورت بنتی ہے تو گھر بنتا ہے، افراد بنتے ہیں، رجال تیار ہوتے ہیں، معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے، قومیں کھڑی ہوتی ہیں اور ملک ترقی کرتا ہے، نپولین کا مشہور قول ہے: تم اچھی مائیں لاکر دو میں تمہیں اچھی قوم لاکر دوں گا، دنیا کی تاریخ ومشاہدات گواہ ہیں کہ دنیا کے انقلابات میں عورتوں کا کافی دخل ہے، انقلابات گلی کوچوں میں نہیں؛ بلکہ ماؤں کی گودوں میں آتے ہیں۔

عورتوں میں دین داری نہ ہونے سے گھروں میں فضول خرچی، بدعات و رسومات میں اصرار، بچوں پر یا تو مار پیٹ یا آزادی، ساس سسر سے بدتمیزی، بہوؤں پر ظلم یا ناانصافی، شوہر کی نافرمانی، خلع کے مطالبے، بے پردگی، آزادی وفیشن پرستی کا مرض، ملازمت اور گاڑیوں کا شوق وغیرہ یہ سب خرابیاں عورت کی بے دینی پر مرتب ہوتی ہیں؛ اس لیے عورتوں میں دین داری پیدا کرنے کے جتنے جائز اور مناسب طریقے ہوسکتے ہیں اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

میرے رفیق تدریس مفتی عبد العلیم صاحب قاسمی حفظہ اللہ (جنہوں نے فقہ البیوع کا ترجمہ کیا، اور مستورات کی مسنون نماز نامی کتابچہ مرتب کیا، ادارۂ کہف الایمان میں فارسی، فقہ، منطق اور بلاغت کی کتابوں کے استاذ ہیں) نے کافی محنت کے ساتھ خواتین کے اصلاحی اور معاشرتی آداب سے متعلق ۴۰/ احادیث مع ترجمہ و ضروری تشریح کو مرتب کر کے مذکورہ ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

۴۰/ کے عدد کی اہمیت سیرت و تاریخ سے سمجھ میں آتی ہے، ۴۰/ سال تکمیل جوانی اور پختہ عمر میں داخل ہونے کے مترادف ہے، اکثر انبیاء کو اسی عمر میں نبوت عطا کی گئی، ۴۰/ دن میں تخلیق انسانی میں تبدیلی آتی ہے، حضرت موسی علیہ السلام کو توریت عطا کرنے ۴۰/ دن کی تکمیل کروائی گئی، حضرت یونس ۴۰/ دن مچھلی کی پیٹ میں رہے، ۴۰/ دن تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز ادا کرنے پر جہنم اور نفاق سے براءت کا اعلان احادیث میں آیا ہے، نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے: **من حفظ علی أمتي أربعين حديثًا من أمر دينها بعثه الله يوم القيامة في زمرة الفقهاء۔** اس حدیث کے پیش نظر مبتدی عوام وخواص کے لیے مختلف عناوین کے تحت ۴۰/ احادیث کو جمع کیا ہے، بعضوں نے توحید وصفات کے اثبات کے بیان میں، بعضوں نے ختم نبوت، بعضوں نے احکام و عبادات پر تو بعضوں نے فضائل قرآن و درود وسلام پر، بعضوں نے علو سند اور صحت سند اور بعضوں نے جہاد کے بارے میں احادیث کو جمع کیا ہے، مفتی عبد العلیم صاحب نے والد محترم کے حکم سے روزمرہ پیش آنے والے خواتین کے اصلاحی و معاشرتی آداب سے متعلق احادیث کا قیمتی ذخیرہ جمع کیا ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اپنی بارگاہ میں اس کاوش کو قبول فرما کر ذریعۂ نجات بنائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد منیر

۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ

مطابق ۲۲/ مئی ۲۰۲۴ء

عرض مرتب

چالیس احادیث کے مجموعے کو عربی زبان میں الاربعین اور اردو میں چہل حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے، حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی :۱۸۱ھ) سے اربعین نویسی کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ آج تک آب وتاب کے ساتھ جاری ہے، اور علمائے دین نے مختلف اصولی وفروعی، دینی واخلاقی موضوعات پر چالیس احادیث کا مجموعہ تیار کیا اور کررہے ہیں جن سے امت مستفید ہورہی ہے، حتیٰ کہ ایک بڑے عالم دین حضرت مولانا عبید اللہ اسعدی دامت برکاتہم نے چہل حدیث کا ایک مجموعہ تیار کیا ہے، جس میں آپ نے ایسی چالیس احادیث جمع کی ہیں جن میں چالیس کے عدد کا ذکر آیا ہے۔

اربعین نویسی کا سب سے بڑا محرک وہ احادیث ہیں جن میں یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ امورِ دین سے متعلق چالیس احادیث لکھنے اور جمع کرنے والا شخص قیامت کے دن علماء اور فقہاء کے زمرے میں اٹھایا جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہوگا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجاؤ۔

(شعب الایمان، رقم:۱۵۹۶و۱۵۹۷، حلیۃ الاولیاء ۴/۱۸۹)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے؛ لیکن تعددِ طرق، نیز علماءِ امت کے تعامل کی وجہ سے اس کے ضعف میں کمی آگئی ہے، نیز بابِ فضائل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے قابلِ قبول بن گئی ہے۔(روایت، سند اور اربعین کے موضوع سے متعلق ابحاث کے لیے ان کتابوں اور مضامین کی جانب مراجعت کریں:

۱- اربعین نووی اور حدیثِ اربعین کی تحقیق، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ۔

۲- اردو میں اربعینات، محمد عالم مختار حق۔

۳- برصغیر میں اربعینات، ڈاکٹر محمد امین۔

۴- اربعین کے موضوع پر لکھے گئے کتابچے، محمد شاہد حنیف۔
۵- مجموعہ چہل احادیث، مولانا کامران اجمل۔
۶- حدیث اربعین اور اربعینات کا تعارف، رشید احمد فریدی)

خواتین کی تربیت سے متعلق زیرِ نظر مجموعے کی ترتیب میں بھی یہی نیت رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو بھی ان فضائل کا مستحق بنادیں، دوسری وجہ جو اس رسالے کی ترتیب میں محرک بنی وہ والد ماجد (اطال الله عمره مع الصحة والطاعة وادام ظله علينا) کا حکم ہے، آپ ہی کی نگرانی وسرپرستی میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، کتابچہ مکمل ہونے کے بعد آپ نے ایک گراں قدر تقریظ بھی عنایت فرمائی، اللہ تعالیٰ صحت وطاعت کے ساتھ آپ کا سایہ ہم پر دراز فرمائے اور ہمیں ان سے کامل استفادے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

رسالے کی ترتیب میں درج ذیل امور پیش نظر رہے ہیں:

۱- احادیث کی تشریح سے زیادہ مضمون کی وضاحت پر زور دیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے احادیث بھی ایسی منتخب کی گئی ہیں جو واضح ہوں جن کی تشریح کی ضرورت نہ ہو۔

۲- عناوین کے انتخاب میں حالات حاضرہ کی رعایت کے ساتھ یہ پہلو بھی مدِنظر رہا ہے کہ ان اخلاقی وروحانی امراض پر بھی مواد آجائے جو عورتوں میں زیادہ عام ہیں۔

۳- بہت سی آیات واحادیث کا صرف مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، عربی عبارت اور ترجمہ نقل نہیں کیا گیا ہے؛ تاکہ مضمون میں اختصار بھی رہے اور ربط بھی نہ ٹوٹے۔

۴- قرآن وحدیث اور آثار کا حوالہ دینے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۵- رسالے کی تحریر کے وقت جو کتب زیرِ نظر تھیں ان کی فہرست آخر میں ذکر کردی گئی ہے، طوالت کے خوف سے جگہ جگہ ان کے حوالے دینے سے گریز کیا گیا ہے۔

اس کتابچہ کو ہر گھر میں ضرور پڑھا جائے، اور اس میں مندرج باتوں پر عمل کی کوشش کی جائے، امید کہ اس سے بہت حد تک عملی زندگی میں سدھار آئے گا؛ البتہ ظاہر

ہے کہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں عورتوں کے لیے چند دینی باتیں اصولی انداز سے خلاصے کے طور پر ذکر کردی گئی ہیں؛ تاکہ ترغیب وتشویق پیدا ہو؛ اس لیے اس کتابچہ کے پڑھنے پر ہی اکتفا نہ کریں؛ بلکہ مستند علماء کی رہنمائی میں ان کتابوں کا انتخاب کریں جو دین کو سمجھنے اور زندگی کو شریعت کے مطابق گزارنے میں معاون ہوں، مردوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ گھر میں دینی باتوں کا مذاکرہ کرتے رہیں اور گھر کا ماحول اسلامی بنائیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر حضرت مولانا مفتی محمد ابوبکر جابر صاحب قاسمی دامت برکاتہم ناظم ادارۂ کہف الایمان بورابنڈہ، حیدرآباد کا شکریہ ادا نہ کیا جائے، آپ نے اس رسالے کو جستہ جستہ دیکھا، عناوین پر نظر ڈالی، پھر قیمتی تائیدی کلمات تحریر فرمائے، آپ ہی کے مشورے سے کتابچہ میں تمرینات کا اضافہ کردیا گیا، اسی طرح مفتی محمد منیر قاسمی زید مجدہ صدر مدرس کہف الایمان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے رسالے کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین تحریر لکھ کردی جس میں کتاب کے موضوع کا اجمالی تعارف آچکا ہے۔ فجزاهم الله احسن الجزاء.

اخیر میں قارئین سے گزارش ہے کہ اگرچہ حتی الامکان کتابچہ کی تصحیح وتہذیب کا اہتمام کیا گیا ہے، پھر بھی بشر ہونے کے ناطے کچھ اغلاط ہوسکتی ہیں، اگر کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔

۱۶/ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ

مطابق ۲۵/مئی ۲۰۲۴ء

انتساب

مرحومہ بہن (جو عالمہ اور گونا گوں کمالات کی حامل تھیں) کے نام
جو عین جوانی میں ہی ہم سے جدا ہوگئیں، اللہ تعالیٰ انہیں غریق
رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں ٹھکانہ نصیب کرے۔

حدیث نمبرا

ایمان وعقیدہ کی حفاظت کیجیے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ. (مسلم، رقم:۸)

ترجمہ: (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں آخرت کے دن اور بھلی و بری تقدیر پر یقین رکھو۔

دین اسلام میں ایمان کی سب سے زیادہ اہمیت ہے، جس کے دل میں ایمان ہو وہی جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کا مستحق ہے۔ (بخاری، رقم:۷۴۳۹) اور جو شخص ایمان قبول نہ کرے تو اگرچہ بظاہر کتنا ہی نیک ہو اور بھلائی کے کام کرتا ہو پھر بھی وہ آخرت میں خسارہ اٹھائے گا اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہوگی۔ (آل عمران:۸۵)

اوپر جو حدیث ذکر کی گئی اُس میں اِسی ایمان کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا گیا کہ ایمان چھ چیزوں کا نام ہے، جس کو ایمان مفصل بھی کہا جاتا ہے:

۱- اللہ پر ایمان لانا، یعنی اس کی ذات اور صفات کو اسی طرح ماننا جس طرح قرآن اور حدیث میں بتایا گیا ہے، اس بات کا یقین رکھنا کہ اگرچہ ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہیں؛ لیکن وہ موجود ہے، اسی نے پوری کائنات کو پیدا کیا ہے اور اسی کے حکم سے اس کا نظام جاری وساری ہے۔

۲- فرشتوں پر ایمان لانا، یہ ماننا کہ وہ خدا کی مخلوق ہیں، نور سے پیدا ہوئے ہیں، مختلف صورتوں میں ڈھل سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بجالاتے ہیں، معصوم ہیں، ان میں جنس یعنی مرد وعورت نہیں ہے۔

۳- اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا، اس کی تمام کتابوں کو حق سمجھنا، اور یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے مختلف پیغمبروں پر مختلف کتابیں نازل فرمائی

ہیں اور ان میں جو کچھ ہے سب حق ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کتاب پر جس جس وقت عمل کرانا چاہا اپنے بندوں کو حکم دیا، اور اب اس نے قیامت تک صرف اپنی آخری کتاب قرآن مجید جو آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس کو عمل کے لیے تجویز فرمایا ہے۔

۴- اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لانا، کہ اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے بڑی تعداد میں پیغمبر بھیجے ہیں، سب ہدایت دینے والے تھے، وہ انسان ہیں اور ساری مخلوق سے افضل ہیں، معصوم ہیں، ان سے کوئی گناہ نہیں ہوسکتا، انہوں نے جو معجزات پیش کیے ہیں وہ سب حق ہیں، ان کی شان میں ذرا سی گستاخی کفر ہے۔

سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا، وہ قیامت تک سارے عالم کے واسطے اللہ کے رسول ہیں، ان کا ماننا اور ان کے لائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا فرض اور ضروری ہے، اور انہوں نے جو عقائد بتائے ہیں ان کا ماننا فرض ہے، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، جو شخص ان کے بعد کسی کو نبی یا رسول مانے وہ کافر ہے؛ کیوں کہ اس نے قرآن کی اس آیت کا انکار کیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (الاحزاب:۴۰)

(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

۵- آخرت کے دن پر ایمان لانا، یعنی قیامت آنے اور اس سے پہلے اس کی علامتوں کے پیش آنے، قبر میں سوال وجواب ہونے، مرنے کے بعد زندہ ہونے، اعمال کے حساب وکتاب، پل صراط، جنت وجہنم اور ان واقعات کو حق جاننا اور ماننا جن کا ذکر قرآن وحدیث میں قیامت کے دن اور اس کے بعد کے حالات کے سلسلے میں آیا ہے۔

٦- تقدیر پر ایمان لانا، یعنی اس کو ماننا کہ اللہ تعالیٰ نے کائناتِ عالم کے ہر بناؤ بگاڑ اور عدم ووجود کے متعلق اندازے مقرر فرمائے ہیں کہ ایسا ایسا ہوگا، جس کے حق میں

اللہ نے جو بھی خیر وشر مقرر فرمائی ہے وہ ہو کر رہے گی۔

ان چھ چیزوں پر ایمان لانا، ان کو بغیر کسی شک کے سچے دل سے ماننا ایمان ہے، جتنے بھی عقائد اور اعمال ہیں وہ ان چھ میں آجاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲

شرک سے بالکل دور رہیے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَهْوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ. (بخاری، رقم: ۴۴۹۷)

ترجمہ: جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور شریک (کو مان کر اس کی) عبادت کرتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کی توحید کا اقرار کیا جائے، توحید کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، اس کے علاوہ کسی کو لائقِ عبادت نہ سمجھا جائے، نہ فرشتہ، نہ جن، نہ کوئی بڑے سے بڑا انسان، نہ سورج، چاند، ستارے، نہ سمندر اور پہاڑ اور نہ کوئی درخت اور جانور، کسی اور کی عبادت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہر ایسے قول وعمل سے بچا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی بلند وبالا ذات کے لیے خاص فرمایا ہے اور بندگی کا شعار بنایا ہے، جیسے: کسی کے سامنے سجدہ ریز ہونا، کسی کے نام پر قربانی کرنا یا نذریں ماننا، کسی اور کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا وغیرہ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کا خالق ماننے کے بعد یہ بھی عقیدہ ہونا چاہیے کہ وہی اس کارخانہ کو چلا رہا ہے، اور سارے امور اور تصرفات براہِ راست اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بعض سمجھتے ہیں کہ اس نے مختلف دیویوں اور دیوتاؤں کو الگ الگ کام سپرد کر دیے ہیں، کسی کو رزق، کسی کو علم، کسی کو طاقت اور کسی کو اولاد وغیرہ، یہ سراسر توحید کے خلاف

ہے، اور جب کائنات کا سارا نظم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو پھر اسی سے دعا اور مدد طلب کرنی چاہیے، کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو اسی کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔

یہ کتنی بے وقوفی ہے کہ انسان ایک طرف کہے کہ وہ توحید کو مانتا ہے اور دوسری طرف ضرورت کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے - چاہے وہ نبی ہو یا فرشتہ یا بڑے سے بڑا ولی- مدد طلب کرے، آج مسلم معاشرے میں اولیاء اور ان کی قبروں کے تعلق سے بہت ہی غلو ہو چکا ہے، قبروں پر چادریں چڑھائی جاتی ہیں، ان کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے، ان کا طواف کیا جاتا ہے، چراغاں ہوتا ہے، انہیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جاتا ہے، یہ سارے گمراہ اعمال ہیں جن سے اجتناب سخت ضروری ہے۔

توحید میں یہ یقین بھی داخل ہے کہ نفع نقصان پہنچانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہی ہے، کسی اور چیز میں یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کا فائدہ یا نقصان کر دے، ارشادِ ربانی ہے:

وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ‌ ۚ وَاِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ‌ ؕ يُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ.

(یونس:۱۰۷)

اور اگر تمہیں اللہ کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اسے دور کر دے، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کر لے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے فضل کا رخ پھیر دے، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے، اور وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اس واضح ہدایت کے باوجود کچھ لوگوں خصوصاً عورتوں میں توہم پرستانہ مزاج پایا جاتا ہے، دنوں اور تاریخوں کو منحوس سمجھا جاتا ہے، جیسے: محرم میں نکاح یا کوئی خوشی کی تقریب نہیں منائی جاتی، ماہِ صفر میں کسی اچھے کام کا آغاز نہیں کیا جاتا، بعض ایام میں سفر بھی نہیں کرتے اور ناکامی کا اعتقاد رکھتے ہیں، اسی طرح گھروں کو منحوس اور سمجھا جاتا ہے

کہ ان میں رہنے سے بے برکتی، مصائب، آفات اور حوادث پیش آتے ہیں اور گھر کے افراد مر جاتے ہیں، نیز دھاگوں اور پتھروں پر یقین ہوتا ہے، بدفالی لی جاتی ہے، اولاد کے حصول کے لیے شرکیہ اعمال کیے جاتے ہیں، جھوٹے باباؤں کے چکر میں پھنس کر دین و دنیا دونوں کو تباہ کر لیا جاتا ہے، نہ آخرت کی پونجی بچتی ہے اور نہ دنیا کا سرمایہ، ضرورت ہے کہ توحید کی اہمیت اور اس کا حقیقی مفہوم سمجھ کر ان تمام اعمال سے بچیں جو توحید کے منافی ہوں اور سچے پکے موحد بنیں۔

حدیث نمبر ۳

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

(بخاری، رقم: ۱۵)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی، اللہ تعالیٰ کے حبیب اور اس امت کے عظیم محسن ہیں، آپ کے احسانات کا بدلہ ساری امت مل کر بھی ادا نہیں کر سکتی، ان سے محبت کرنا ہر امتی پر فرض ہے، اس کے بغیر اس کا ایمان ناقص اور ادھورا ہے، عام طور پر محبت تین وجوہات سے ہوتی ہے: ایک فضل و کمال، دوسرا حسن و جمال اور تیسرا انعام و نوال، اور یہ تینوں چیزیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اندر بدرجۂ اتم موجود ہیں؛ اس لیے لازماً اسی ذات سے محبت ہونی چاہیے۔

محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کے ہر حکم کی دل و جان سے اطاعت کرے، ان

چیزوں سے بچتا رہے جن سے محبوب ناراض ہوتا ہو، جب بھی کوئی ایسا موقع آجائے کہ گھر کے افراد جس چیز کا ہم سے مطالبہ کرر ہے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض کرنے والی ہوتو بلا جھجک ہم اتباعِ سنت کو ترجیح دیں اور گھر والوں کی بات کو بالکل نہ مانیں، عورتیں عام طور پر بدعات کی جانب زیادہ مائل ہوتی ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شدید غضب کا موجب ہے، ان سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوات میں تشریف لے جاتے تو باسلامت آپ کی واپسی کے لیے نذریں مانتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادگاروں اور تبرکات کو وہ محفوظ رکھا کرتی تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جبہ محفوظ تھا، ان کے انتقال کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو لے لیا، جب بھی کوئی بیمار ہوتا تو جبہ کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں اور اس سے شفا مل جاتی تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینۂ مبارک کو ایک شیشے میں بھر لیتی تھیں اور اس کو محفوظ رکھتی تھیں، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور مشکیزے سے پانی پیا تو جہاں منہ لگا کر پانی پیا تھا اس حصہ کو کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔

اطاعت کا جذبہ بھی قابلِ دید تھا، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن جب کچھ عورتیں ملنے آئیں تو آپ نے ان کے سامنے خوشبو منگوا کر لگائی، اور فرمایا: مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی؛ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کے علاوہ کسی اور کا سوگ تین دن سے زیادہ منانے سے منع فرمایا ہے؛ اس لیے اس کی تعمیل میں میں نے ایسا کیا، اسی طرح کا واقعہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ملتا ہے جب ان کے والد کا انتقال ہوا تھا۔

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے، راستے میں مردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ چلتے دیکھا تو فرمایا کہ عورتوں کو بیچ راستے کے بجائے مردوں سے الگ رہتے ہوئے کنارے کنارے چلنا چاہیے، یہ حکم سننے کے بعد صحابیات اتنا کنارے چلتی تھیں

کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔

ان نمونوں کو دیکھ کر ہمارے اندر بھی اتباعِ سنت کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے، اور زندگی کے ہر موڑ پر سنت کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے، ایک بار جب کسی کو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوجاتی ہے تو پھر آپ کے کسی قول وفعل میں اس کو شک وشبہ نہیں رہتا، ہر حال میں محبوب سے راضی رہتا ہے اور اس کو اتباعِ سنت میں لطف آنے لگتا ہے، نیز حبِ نبوی کا تقاضا ہے کہ کثرت سے درود پڑھا جائے، اس سے رحمتیں نازل ہوتی ہے، مسائل حل ہوتے ہیں اور قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

(مسلم، رقم: ۴۰۸ والترغیب والترہیب، رقم: ۹۸۷)

حدیث نمبر ۴

نماز پابندی سے پڑھیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ. (نسائی، رقم: ۴۶۵)

ترجمہ: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ٹھہرے گا، اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ خسارہ اور نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

نماز اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پیاری کوئی عبادت نہیں ہے، یہ دین کا ستون ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۶۱۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (نسائی، رقم: ۳۹۳۹) جو شخص اچھی طرح وضو کرکے اچھے طریقے سے وقت پر پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما کر جنت کا فیصلہ

فرمادیتے ہیں۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۲۵و۴۳۰) جب کہ بے نمازی کا حشر فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مسند احمد، رقم:۶۵۷۶) نماز نہ پڑھنے والا کفر کے قریب ہوجاتا ہے۔ (مسلم، رقم:۸۲)

اتنی اہم ترین عبادت کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے، مہمان، بچے ،فون یا کسی اور کام میں لگ کر نماز کو چھوڑ دینا دین ودنیا دونوں کی بربادی کا باعث ہے، نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے اور اس میں سستی سے گریز کیا جائے؛ کیوں کہ نماز میں سستی منافق کی علامت ہے۔ (النساء:۱۴۲) بالکل اخیر وقت تک نماز کو لے جاکر جلدی جلدی نماز ادا کرنا اور رکوع سجدے میں اطمینان کا خیال نہ رکھنا چوری ہے، اور ایسا کرنے والا سب سے بدترین چور ہے۔ (دارمی، رقم:۱۳۶۷)

صحابیات تو دن ورات کی نوافل اور تہجد تک کا اہتمام کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اشراق کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؛ لیکن میں خود پڑھتی ہوں؛ کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے؛ لیکن ان پر اس اندیشے سے عمل نہیں کرتے تھے کہ کہیں وہ امت پر فرض نہ ہوجائیں۔ (مسلم، رقم:۷۱۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو تہجد کے لیے اہل وعیال کو بیدار کرتے تھے، اور یہ آیت پڑھتے تھے: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا. (طٰہٰ:۱۳۲) (اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔) (مؤطا امام مالک، رقم:۳۸۹) آپ نے رات کے تین حصے کردیے تھے، ایک میں خود، دوسرے میں اہلیہ اور تیسرے میں خادم تہجد پڑھتے تھے، ہر ایک دوسرے کو جگا دیتا تھا۔

معاذہ رحمۃ اللہ علیہا ایک جلیل القدر تابعیہ تھیں، خود کو عبادت اور نماز کے لیے وقف کردیا تھا، روزانہ چھ سو رکعت نفل پڑھتی تھیں، ام طلق رحمۃ اللہ علیہا دوسری صدی ہجری میں ایک خدا رسیدہ خاتون گزری ہیں، آپ دن رات میں چار سو نوافل پڑھا کرتی تھیں، تاریخ تو اس طرح

کے واقعات سے بھر پور ہے۔

ان واقعات سے عبرت حاصل کر کے خود بھی نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، بالخصوص فرائض اور سنن میں تو کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے، پھر یہ نماز خشوع اور خضوع کے ساتھ پڑھنے کی فکر ہو، ظاہری لحاظ سے بھی پوری سنتوں کا خیال رکھا جائے اور دل بھی پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہے، محبتِ الٰہی میں ڈوب کر نماز پڑھی جائے، نہ یہ کہ ایک بوجھ خیال کرتے ہوئے جیسے تیسے سر سے اتار دیا جائے۔

حدیث نمبر ۵

نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا. (ابوداود، رقم:۵۷۰)

ترجمہ: عورت کا گھر میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

عبادت میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں، اس پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہدایات بھی دی ہیں کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہ کیا جائے۔ (ابوداود، رقم: ۵۶۵) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خواتین مسجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں، ان کی صف پیچھے ہوتی تھی، اور ان کو ہدایت تھی کہ وہ سلام کے فوراً بعد مسجد سے نکل جائیں اور مردوں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ سلام کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر جائیں؛ تا کہ عورتیں پہلے نکل جائیں۔ (بخاری، رقم:۸۶۶-۸۷۰) اسی طرح عورتوں کے عیدگاہ جانے کا بھی ذکر آیا ہے۔ (ترمذی، رقم:۵۳۹)

لیکن چوں کہ خواتین کا مسجدوں اور اجتماعی جگہوں پر جانا بعض دفعہ فتنہ کا باعث بن جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے نہ صرف افراد بدنام ہوتے ہیں؛ بلکہ مقدس مقامات کی حرمت متاثر ہوتی ہے؛ اس لیے بنیادی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے لیے گھر میں ہی نماز پڑھنے کو پسند فرمایا ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے، اور حضرت ام حمید ساعدی رضی اللہ عنہا سے تو کئی روایتیں منقول ہیں جن میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی تھی؛ لیکن آپ نے گھر میں نماز ادا کرنے کو ہی بہتر قرار دیا تو اس کی اتباع میں اپنے کمرہ کے ایک تاریک کونہ میں اپنے لیے نماز کی ایک جگہ مقرر کر لی اور آخر دم تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۱۶۸۹)

اسی کے پیش نظر متعدد صحابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر کی خواتین کو یا عمومی طور پر تمام خواتین کو مسجد اور عید گاہ میں جانے سے منع فرما دیا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک خاتون سے جو جمعہ کی نماز کے بارے میں دریافت کر رہی تھیں، فرمایا: تمہارا اپنے گھر کے کونہ میں نماز پڑھ لینا بہتر ہے برآمدہ میں نماز پڑھنے سے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۷۶۱۵) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر شریعت کا رمز شناس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج شناس کون ہو سکتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانہ میں فرمایا کہ عورتوں کی آج جو کیفیت ہو گئی ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا ہوتا تو بنی اسرائیل کی خواتین کی طرح عورتوں کو مسجد آنے سے منع فرما دیا ہوتا۔

(بخاری، حدیث نمبر: ۸۶۹)

عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے سے روکنا تذلیل نہیں؛ رعایت ہے، یہ ان کی حق تلفی نہیں؛ بلکہ ان کے لیے چھوٹ ہے، عورتوں کا سب سے اہم کردار ماں ہونے کا ہے،، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے گھر کی منتظم بھی ہوتی ہیں اور تمام امور خانہ داری ان ہی سے متعلق ہوتے ہیں، جس ماں نے رات میں جاگ کر بچوں کو سکھ پہنچایا ہو، جو اپنے سینہ میں محفوظ پاک غذا کے سرچشمہ سے اپنے نونہالوں کو سیراب کرنے کے لیے بار بار

اُٹھی ہو اور فجر کے وقت نیند اس کی آنکھوں میں سمائی ہوئی ہو، اگر اسے اس وقت فجر کی نماز کے لیے مسجد جانا لازم ہوتا تو سوچیے کہ اسے کتنی دشواری ہوتی، جس عورت کو اللہ نے نازک اندام اور سبک خرام بنایا ہے، اگر دوپہر کی آگ اگلتی ہوئی دھوپ میں مسجد جانے پر مجبور کیا جاتا تو یہ بات اس کے لیے کس درجہ پریشانی کا باعث ہوتی؟ اس لیے اس مسئلہ میں اس کے ساتھ رعایت کا پہلو اختیار کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: ایمان کی کیا اہمیت ہے؟

سوال ۲: فرشتوں پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

سوال ۳: اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی نہ مانے تو وہ مؤمن رہے گا یا نہیں؟ اور کیوں؟

سوال ۴: توحید کا مفہوم مختصراً سمجھائیں۔

سوال ۵: کسی چیز کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟ محبت کتنی وجوہات سے ہوتی ہے؟

سوال ۶: حب نبی سے متعلق دو صحابیات کا واقعہ ذکر کریں۔

سوال ۷: درود پڑھنے کے کیا فائدے ہیں؟

سوال ۸: نماز کی اہمیت سے متعلق دو حدیثیں لکھیے۔

سوال ۹: حضرت معاذہ رحمۃ اللہ علیہا کتنی رکعتیں نوافل پڑھا کرتی تھیں؟

سوال ۱۰: عورتوں کے لیے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟ دلیل بھی ذکر کریں۔

سوال ۱۱: عورتوں کو مسجد آنے سے روکنا ان کی تذلیل ہے؟

حدیث نمبر ۶

زکوۃ ادا کیجیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ.

(بخاری، حدیث نمبر: ۱۴۰۳)

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرے تو اس مال کو قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، جس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے، قیامت کے دن گلے میں اس سانپ کا طوق ڈالا جائے گا، سانپ اس شخص کے جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔

زکوۃ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے، ہر صاحبِ نصاب (جس کی ملکیت میں 87.5 گرام سونا یا 612 گرام چاندی یا ان کے برابر پیسے ہوں) پر اس کا ادا کرنا فرض ہے، زکوۃ دینے سے آدمی کا مال بھی پاک ہوجاتا ہے اور اس کا باطن بھی حبِ دنیا، حرص اور بخل جیسی بری عادات سے مطہّر ہوجاتا ہے، مال میں برکت ہوتی ہے اور وہ آفات سے محفوظ ہوجاتا ہے، زکوۃ سے ضرورت مندوں کی امداد ہوتی ہے اور معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بنتا ہے۔

عورتوں کو عام طور پر نکاح کے وقت جو زیورات ملتے ہیں وہ ان کی ملک ہوتے ہیں، اور ساتھ میں کچھ چاندی بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان پر بھی زکوۃ فرض ہوجاتی ہے، اس فریضے کو ادا کرنے کی فکر ہو اور غفلت بالکل نہ برتی جائے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم اس کی زکوۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن

پہنائے، اس کی زکوۃ ادا کیا کرو۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۱۵۶۳)

ایک عبرت انگیز واقعہ ہے کہ ایک عورت مال دار گھرانے کی تھی، بہت سے زیورات پہنتی تھی؛ مگر زکوۃ ادا نہیں کرتی تھی، حتی کہ اس کا انتقال ہوگیا، مرنے کے بعد زیورات اتارنے کی کوشش کی گئی؛ لیکن وہ نکل نہیں سکے، پھر ایک عالم دین سے پوچھ کر زیورات کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا، بیٹا ایصال ثواب کے لیے جاتا تھا تو قبر سے دردناک آوازیں آتی تھیں، قبر کھولی گئی تو ہیبت ناک منظر سامنے تھا، زیورات سرخ ہو چکے تھے اور آگ کی طرح عذاب پہنچا رہے تھے؛ اس لیے جن عورتوں پر زکوۃ فرض ہے انہیں اس فریضے کی ادائیگی میں بالکل کوتاہی نہیں کرنا چاہیے اور وقت پر ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر ۷

صدقہ دیتے رہیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ. (ترمذی، رقم: ۶۶۴)

ترجمہ: صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔

زکوۃ کا فریضہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنا مال اللہ کی راہ میں اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی میں خرچ کیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں کشادہ دستی کے ساتھ خرچ کرتی رہو اور گنومت، اللہ تعالیٰ تمہیں بھی بلا حساب عطا فرمائیں گے۔ (بخاری، رقم: ۲۵۹۱) صدقہ قیامت کے دن مؤمن کا سایہ بنے گا۔ (مسند احمد، رقم: ۱۸۰۴۳) ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ وخیرات کی ترغیب دی تو مجمع میں موجود خواتین نے کان کی بالیاں، گلے کے ہار اور انگلیوں کے چھلے نکال کر دے دیے۔ (ابوداؤد، رقم: ۱۱۴۳)

اور صدقہ صرف یہی نہیں کہ مال خرچ کردیا جائے؛ بلکہ اور بھی صورتیں ہوسکتی ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے: ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے، لوگوں نے عرض کیا: اگر کسی آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ ہوتو وہ کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے دست وبازو سے محنت کرے اور کمائے، پھر اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے، عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ نہ کرسکتا ہو تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی پریشان حال محتاج کا کوئی کام کرکے اس کی مدد ہی کردے، عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کرسکے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان سے لوگوں کو بھلائی کے لیے کہے، عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کرسکے تو کیا کرے؟ فرمایا: کم از کم شر سے اپنے کو روکے (یعنی دوسروں کو تکلیف نہ پہنچائے) یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۴۴۵)

حدیث نمبر ۸

رمضان کا مہینہ نیک اعمال میں گزاریے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ. (بخاری، رقم: ۳۲۷۷)

ترجمہ: جب ماہِ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے، اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔

رمضان ایک عظیم اور بابرکت مہینہ ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں ایک فرض ادا کرنے پر ستر فرضوں کا ثواب ملتا ہے اور نفل یا سنت ادا کرنے پر فرض کے برابر ثواب ملتا ہے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے، اس مہینے میں مؤمن بندے کے رزق میں اضافہ کیا جاتا

ہے، اس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ (شعب الایمان، رقم:۳۳۳۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی بخشش اور مخلوق کی نفع رسانی میں تمام بندوں سے فائق تھے، اور رمضان میں تو اس کریمانہ صفت میں مزید ترقی ہوجاتی تھی، اور ہر رات آپ جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے۔ (بخاری، رقم:٦)

رمضان کی دو خاص عبادتیں ہیں: روزہ اور تراویح، روزہ اسلام کا چوتھا اہم رکن ہے، یہ ہر بالغ شخص پر فرض ہے، عورت بھی اگر ناپاکی کی حالت میں ہو تو وہ بعد میں ان کی قضا کرے گی، ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے؛ لیکن اس قانون سے روزہ مستثنیٰ ہے، اللہ تعالیٰ خود اس کا ثواب جس طرح چاہیں گے عطا فرمائیں گے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ (مسلم، رقم:۱۱۵۱) روزہ دار قیامت کے دن جنت کے ایک مخصوص دروازے: ریان سے داخل ہوں گے۔ (بخاری، رقم:۱۸۹٦) ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ (بخاری، رقم:۳۸) قیامت کے دن روزہ سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (مستدرک حاکم، رقم:۲۰۳٦)

روزہ کی اس اہمیت وفضیلت کے باوجود اگر کوئی شخص لاپروائی برتتے ہوئے رمضان کا ایک روزہ بھی بلا عذر چھوڑ دے تو اس کی تلافی عمر بھر روزہ رکھ کر بھی نہیں ہوسکتی۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر:۲۳۹٦) ایسا شخص بدبخت ہے۔ (معجم اوسط، رقم:۳۸۷۱)

اتنی سخت وعیدوں کے ہوتے ہوئے ایک مؤمن بالکل بھی یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ وہ روزہ جیسی اہم عبادت کو چھوڑ دے، پھر اس روزے میں گناہوں بالخصوص غیبت سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے؛ ورنہ ایسا روزہ کسی کام کا نہیں، حدیث میں ہے: جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری، رقم:۱۹۰۳)

دوسری خاص عبادت تراویح ہے، پورے ماہ نمازِ عشاء کے بعد ۲۰ / رکعت پڑھنا ہر

مرد و عورت کے لیے سنتِ مؤکدہ ہے، جس کو کسی عذر کے بغیر چھوڑنا گناہ ہے، اگر گھر میں باجماعت کی کوئی شکل نہیں ہے تو عورت تنہا ہی ان بیس رکعات کو ادا کرے اور جو سورتیں یاد ہیں انہیں پڑھے، تراویح کی فضیلت یہ ہے کہ ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ پڑھنے والے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری، رقم: ۳۷) اور انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے وہ بچہ جو آج ہی ماں کے پیٹ سے نکلا ہو۔ (نسائی، رقم: ۲۲۱۰)

ماہِ رمضان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خصوصی انعام اور عظیم تحفہ ہے، جو اس لیے دیا گیا ہے کہ سال بھر کی ہونے والی لغزشوں، غلط کاریوں اور کوتاہیوں کا ازالہ اور تلافی ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ سے انسان قریب ہو جائے؛ لہٰذا ہمیں بھی اس ماہ کو عظمت اور احتیاط کے ساتھ گزارنا چاہیے، افطار اور کھانے کی تیاریوں میں زیادہ وقت صرف کرنے سے بچیں، ہر ایسے کام میں سبقت کی جائے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا ہو، اور تمام ایسے افعال سے اجتناب کیا جائے جو غضبِ الٰہی کا موجب ہوں۔

حدیث نمبر ۹

اخیر عشرے کا اعتکاف کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اعتکاف سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

(ابن ماجہ، رقم: ۱۷۸۱)

ترجمہ: معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، اور ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح اس کا نیکیوں کا حساب جاری رہتا ہے اور نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

رمضان کا آخری عشرہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور باقی دو عشروں سے زیادہ فضیلت والا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس عشرے میں دیگر دنوں کے مقابل زیادہ مجاہدہ

فرماتے اور عبادات کے سلسلے میں مشقت اٹھاتے۔(مسلم،رقم:۱۱۷۵)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عشرۂ اخیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول نقل کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمر کس لیتے، ساری رات عبادت میں گزار دیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگا دیتے؛ تاکہ وہ بھی اس رات کی برکتوں کو سمیٹ لیں۔(بخاری،رقم:۲۰۲۴)

اسی عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر جیسی اہم رات موجود ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔(القدر:۲) جس کو طاعات میں گزارنے والا شخص مغفرت کا حق دار ہوجاتا ہے۔ (بخاری،رقم:۳۵)اور جس نے اس رات سے فائدہ نہیں اٹھایا تو وہ ہر طرح کے خیر سے محروم ہوجاتا ہے۔(ابن ماجہ،رقم:۱۶۴۴)اس رات کی ایک خاص دعا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین فرمائی تھی:

اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي. (ترمذی،رقم:۳۵۱۳)

کہ اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں، پس میری خطائیں معاف فرمادیجیے،اس دعا کا بھی اہتمام ہو۔

اس عشرے کی ایک خاص عبادت اعتکاف ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول رہا ہے، اور ازواجِ مطہرات بھی اعتکاف کیا کرتی تھیں۔(بخاری، رقم:۲۰۲۶) اس کا بہت بڑا ثواب ہے،صرف ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت یہ ہے کہ اعتکاف کرنے والا جہنم سے تین خندق دور ہوجاتا ہے، اور ہر خندق کے مابین مسافت اتنی ہے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان۔(معجم اوسط،رقم:۷۳۲۶)وہ عورتیں جن کے ذمہ امورِ خانہ داری نہیں ہیں انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ ضرور اعتکاف کریں، بیسویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے پہلے گھر کے کسی مخصوص پرسکون کمرے میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائیں، صرف قضائے حاجت کے لیے کمرے سے نکلیں، اور اپنا اکثر وقت عبادت وتلاوت اور ذکر ودعا میں گزاریں۔

حدیث نمبر ۱۰

حج میں تاخیر نہ کیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.(بخاری، رقم:۱۵۲۱)

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر حج کیا، اور حج کے دوران نہ فحش بات زبان سے نکالی اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوکر واپس لوٹے گا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے، ایک عاشقانہ عبادت ہے، جس کا بدلہ جنت ہے۔ (بخاری، رقم: ۱۷۷۳) یہ گناہوں کو ختم کرتا اور فقر وفاقہ دور کرتا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۸۱۰) عورت کے پاس جب اتنا مال آجائے جو سفرِ حج کے تمام اخراجات کے لیے کافی ہو، ساتھ ہی اگر اس کا محرم اپنے پیسوں سے جانے کے لیے تیار نہ ہوتو اس کے اخراجات بھی عورت ادا کرسکتی ہوتب اس پر حج فرض ہوجاتا ہے، حج فرض ہونے کے بعد بلا وجہ کے اعذار (بیٹا بیٹی کی شادی، گھر کی تعمیر یا ابھی تو جوانی ہے، بڑھاپے کے بعد دیکھیں گے) کے ذریعے ٹال مٹول نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ اس فریضے کو جلد ادا کرنے کی کوشش ہونی چاہیے، اگر کسی نے حج فرض ہونے کے باوجود اس کو ادا نہیں کیا اور اسی حالت میں مرگیا تو اس کے لیے سخت وعید ہے کہ اس کا اس حالت میں مرنا یا یہودی ونصرانی ہوکر مرنا دونوں برابر ہے۔ (ترمذی، رقم: ۸۱۲)

صاحبِ استطاعت کے لیے زندگی میں ایک بار عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، اعمال میں زیادہ فضیلت والے عمل دو ہیں: مبرور حج اور مبرور عمرہ۔ (مسند احمد، رقم: ۱۷۰۲۷) عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا خاص مہمان ہوتا ہے۔ (سنن کبریٰ بیہقی، رقم: ۱۰۳۸۸) حج اور عمرہ خواتین کا جہاد ہیں۔ (ابن ماجہ، رقم: ۲۹۰۱) اس لیے جب بھی موقع ملے ضرور عمرہ ادا کرنا چاہیے، اور ثواب کے حق دار بننا چاہیے۔

تمرینی سوالات

سوال۱: زکوۃ ادانہ کرنے کے لیے کیا وعید ہے؟
سوال ۲: نصاب کی مقدار کیا ہے؟
سوال ۳: صدقہ کے فوائد کیا ہیں؟
سوال ۴: صدقہ کی چند صورتوں کا ذکر کریں۔
سوال۵: رمضان کے فضائل تحریر کریں۔
سوال۶: رمضان کی خاص عبادتیں کون سی ہیں؟
سوال۷: روزہ نہ رکھنے یا جان بوجھ کر توڑ دینے پر کیا وعید ہے؟
سوال۸: تراویح کی کیا فضیلت ہے؟
سوال۹: رمضان کا آخری عشرہ نبی کریم ﷺ کس طرح گزارتے تھے؟
سوال ۱۰: لیلۃ القدر کی اہمیت اور اس کہ خاص دعا لکھیے۔
سوال۱۱: اعتکاف کا ثواب لکھیں۔
سوال ۱۲: حج کی کیا فضیلت ہے؟
سوال ۱۳: عورت پر کب حج فرض ہوتا ہے؟
سوال ۱۴: عمرہ کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

حدیث نمبر ۱۱

قربانی کا فریضہ ادا کیجیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتی ہیں:

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ ... وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ. (ترمذی، رقم: ۱۴۹۳)

ترجمہ: قربانی کے دن جانور کا خون بہانے سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل نہیں ہے، جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے۔

اسلامی مہینوں میں سب سے آخری مہینہ ذی الحجہ ہے، یہ نہایت ہی عظمت واحترام والا مہینہ ہے، خاص طور پر اس کا پہلا عشرہ بڑی فضیلت کا حامل ہے، اس میں روزے رکھنے اور کثرت سے عبادت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، ہر روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات شبِ قدر کے برابر ہے۔ (ترمذی، رقم: ۷۵۸) اسی میں یومِ عرفہ آتا ہے جس کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۱۶۲) اور اسی میں حج جیسی رفیع القدر عبادت انجام دی جاتی ہے۔

اس مہینہ کا اور ایک مخصوص عمل قربانی ہے، یہ دینِ اسلام کا شعار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے، اس کو انجام دینے والا شخص جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی پاتا ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۳۱۲۷) یہ ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہے، عورتوں کے پاس بھی سونا چاندی کی شکل میں زیورات ہوتے ہیں تو اگر وہ نصاب کے بقدر ہوں تو ان پر بھی اپنی طرف سے قربانی دینا واجب ہے، گھر کے کسی ایک فرد کے قربانی دینے سے ان کے ذمہ سے قربانی ساقط نہیں ہوگی، اور اس سلسلے میں کوتاہی انسان کو وعید کا مستحق بنا دیتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کو اس لائق نہیں سمجھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر عیدگاہ میں عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرے۔ (مسند احمد، رقم: ۸۲۷۳) لہٰذا اس کی اہمیت کو سمجھ کر اس کو خوش دلی کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر ۱۲

قرآن سے رشتہ مضبوط کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ. (ترمذی، رقم:۲۹۱۳)

ترجمہ: جس کے سینہ میں قرآن کا ذرا سا بھی حصہ نہ ہو وہ اجڑے ہوئے گھر کی مانند ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں، جب کوئی قوم قرآن کی تلاوت کرتی ہے تو ان پر سکینہ اور رحمت کا نزول ہوتا ہے، فرشتے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور اس قوم کا ذکر دربارِ الٰہی میں کیا جاتا ہے۔ (مسلم، رقم:۲۶۹۹) جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہاں سے شیاطین دور ہوجاتے ہیں، خیر و بھلائی اور فرشتوں کی آمد رہتی ہے، گھر گھر والے کے لیے کشادہ ہوجاتا ہے۔ (سنن دارمی، رقم:۳۳۵۲) تلاوت کرنے والے کو قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ترمذی، رقم:۲۹۱۰) اٹک اٹک کر پڑھنے والا بھی دو اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ (مسلم، رقم:۷۹۸) قرآن قیامت کے دن صاحبِ قرآن کے لیے شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم، رقم:۸۰۴) قرآن پڑھنے والا فرشتوں کا مصاحب بن جاتا ہے۔ (مسلم، رقم:۷۹۸) جب کہ قرآن سے غافل لوگوں کی شکایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے فرمائیں گے۔ (الفرقان:۳۰)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج میں لگی رہتیں اور زبان پر قرآن کی تلاوت جاری رہتی، حضرت معاذہ رحمۃ اللہ علیہا پوری رات عبادت میں گزارتیں اور صبح کی تلاوت انہیں بہت محبوب تھی، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا رمضان میں ہر روز ایک قرآن ختم کر لیتی تھیں۔

عورتیں گھر کے کام کاج کرنے کے بعد فارغ رہتی ہیں، ان اوقات کا صحیح استعمال کرتے ہوئے روزانہ کم از کم ایک پارے کی تلاوت کا معمول بنانا چاہیے، ہر نماز کے بعد کچھ دیر کے لیے دو تین صفحات پڑھ لیے جائیں تو یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۳

کچھ مخصوص سورتوں اور آیات کی تلاوت کا معمول بنایئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاَ تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، وَإِنَّ البَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ البَقَرَةُ لاَ يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ. (ترمذی، رقم: ۲۸۷۷)

ترجمہ: تم اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (جس طرح قبرستان کی فضا ذکر وتلاوت کے انوار سے خالی رہتی ہے اپنے گھر کو اس کی مانند نہ بنالو؛ بلکہ گھر میں ذکر وتلاوت کا ماحول بناؤ) جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان نہیں آسکتا۔

یوں تو سارا قرآن کریم افضل اور اس کا پڑھنا باعثِ اجر وثواب ہے؛ لیکن احادیث میں چند سورتوں اور آیات کے خاص فضائل ذکر کیے گئے ہیں، ہر مرد وعورت کو روزانہ انہیں پڑھنے کا معمول بنانا چاہیے؛ تاکہ ان کے فضائل وفوائد سے بہرہ ور ہوسکیں۔

سورۂ بقرہ: گھر کو شیطانی اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس کی آخری دو آیات پڑھنے سے ہر شر سے حفاظت رہتی ہے۔ (بخاری، رقم: ۴۰۰۸) **آیۃ الکرسی:** قرآن کی تمام آیات کی سردار ہے، اس کو پڑھنے سے گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مسند حمیدی، رقم: ۱۰۲۴) ہر نماز کے بعد پڑھنے سے موت کے سوا جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوگی۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۷۵۳۲)

سورۂ کہف: جمعہ کے دن پڑھنے سے پورا ایک ہفتہ ایک نور روشن ہوجاتا ہے۔ (مستدرک حاکم، رقم: ۳۳۹۲) ابتدائی (اور آخری) دس آیات یاد کرلینے سے دجال سے حفاظت ہوجاتی ہے۔ (مسلم، رقم: ۸۰۹)

سورۂ یٰس: یہ قرآن کا دل ہے، اور اس کا ثواب دس قرآن کے ثواب کے برابر ہے، رات میں اخلاص کے ساتھ اس کی تلاوت مغفرت کا سبب ہے، اور فجر بعد تلاوت کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری فرمادیتے ہیں۔ (دارمی، رقم: ۳۴۵۹ تا ۳۴۶۱)

سورۂ واقعہ: ہر رات پڑھنے سے فاقہ سے حفاظت ہوتی ہے۔

(شعب الایمان، رقم:۲۲۶۸)

سورۂ ملک والم سجدہ: یہ دونوں سورتیں روزانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے پڑھتے تھے۔ جو شخص اس سورہ کو کثرت سے پڑھے تو یہ قیامت کے دن سفارش کرے گی اور مغفرت کرا کر ہی رہے گی۔ (ترمذی، رقم:۲۸۹۱ و ۲۸۹۲)

سورۂ اخلاص: ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، جس نے رات میں اس کی تلاوت کر لی گویا اس نے تہائی حصہ کی تلاوت کی۔ (مسلم، رقم:۸۱۱)

معوذتین: سورۂ فلق وناس آفات وشرور، جادو، شیطانی اثرات اور نظر لگنے سے بچاؤ کے مؤثر ہتھیار ہیں۔ (ابوداؤد، رقم: ۱۴۶۳)

سورۂ نور: ہر عورت کو یہ سورت ترجمہ وتفسیر کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ (شعب الایمان، رقم: ۲۲۱۳)

حدیث نمبر ۱۴

زبان سے غلط باتیں مت نکالیے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ.

(بخاری، حدیث نمبر: ۶۴۷۴)

ترجمہ: جو شخص مجھے دو چیزوں (کی حفاظت) کی ضمانت دے گا میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں: ایک جو دو جبڑوں کے درمیان ہے (زبان) اور دوسری جو دو ٹانگوں کے درمیان ہے۔ (شرم گاہ)

زبان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس کا صحیح استعمال انسان کو جنت میں پہنچا دیتا

ہے اور غلط استعمال جہنم تک لے جانے کا سبب بنتا ہے، زبان سے انسان اللہ کا قرب حاصل کرلیتا ہے اور زبان ہی کی وجہ سے انسان شیطان کا دوست بن جاتا ہے، زبان سے رشتے آپس میں جڑتے اور مضبوط ہوتے ہیں اور زبان ہی سے رشتوں میں تلخیاں پیدا ہوتی ہیں، غرض زبان ایک دو دھاری تلوار ہے، جس کو آدمی اپنے مفاد میں بھی استعمال کرسکتا ہے اور وہ اس کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہے؛ اس لیے زبان کھولنے میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے اور تول کر بولا جائے؛ کیوں کہ ہر بات ریکارڈ ہورہی ہے۔(ق:۱۸) جہنمیوں کی ایک خاصی تعداد ان لوگوں کی ہوگی جنہوں نے زبان پر قابو نہیں رکھا۔(ترمذی، رقم:۲۶۱۶)

کفر وشرک، جھوٹ، غیبت، گالم گلوچ، لعنت وبددعا، چغل خوری، مذاق اڑانا، بہتان تراشی، غیر اللہ کی قسم اور نوحہ کرنا یہ سب زبان کے گناہ ہیں، ان سب سے بچنا لازم ہے۔

زبان کی حفاظت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا ارادہ کرے تو بے سوچے سمجھے نہ کہہ ڈالے، کم از کم دو تین سیکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنا چاہتی ہوں میرے مالکِ حقیقی کو ناخوش کرنے والی تو نہیں ہے، اگر اطمینان ہو تو بولنا شروع کرے، اور اگر ذرا بھی خلجان ہو تو خاموش رہے۔

<u>حدیث نمبر ۱۵</u>

غیبت نہ کیجیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ يَا جِبْرِيلُ! قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ. (ابوداؤد، رقم:۴۸۷۸)

ترجمہ: (معراج کے موقعہ پر) میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، جس سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کا گوشت کھاتے تھے (غیبت کرتے تھے) اوران کی عزتوں سے کھیلتے تھے۔

غیبت: کسی کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کہنا جس کو اگر وہ سن لے تو ناگوار گزرے، اور وہ بات اس شخص کے اندر موجود بھی ہو، اگر جھوٹی بات منسوب کرر ہا ہے تو یہ بہتان ہے جو اور بڑا جرم ہے۔ (مسلم، رقم: ۲۵۸۹) غیبت بہت ہی سنگین گناہ ہے، قرآن مجید میں ایک دوسرے کی غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے والا کہا گیا ہے۔ (الحجرات: ۱۲) اور ایسا کہنے سے مقصود درحقیقت اس کی شناعت وقباحت کو دل میں بٹھانا ہے؛ لیکن بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ واقعۃً غیبت کرنے والے کے پیٹ میں کچا گوشت پایا گیا ہے، چنانچہ واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ دو عورتیں روزہ سے تھیں، اب ان کی حالت دگرگوں ہوگئی ہے اور مرنے کے قریب ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلوایا، پھر ان کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں دونوں نے قئے کی تو منہ سے پیپ، خون اور گوشت نکلا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دراصل غیبت کا نتیجہ ہے۔ (مسند احمد، رقم: ۲۳۶۵۳)

حدیث میں زنا سے زیادہ سخت گناہ غیبت کو قرار دیا گیا ہے۔ (معجم اوسط، حدیث نمبر: ۶۵۹۰) کیوں کہ زنا میں فقط رحمٰن کی مخالفت ہوتی ہے اور وہ توبہ سے معاف ہو جاتا ہے، جب کہ غیبت میں اس کی نافرمانی کے ساتھ مخلوق کو بھی ایذا دی جاتی ہے؛ اس لیے توبہ کے ساتھ مخلوق سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے۔ (شعب الایمان، رقم: ۶۳۱۵) غیبت کرنے والے کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ (بخاری، رقم: ۲۱۶)

غیبت کا مرض عورتوں میں بہت عام ہے، جہاں چند عورتیں مل بیٹھتی ہیں غیبت شروع ہو جاتی ہے، پھر دنیا و آخرت دونوں میں اس کے سنگین نتائج کو بھگتنا پڑتا ہے، اس سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے، اور جو غیبت ہو چکی ہے اس سے توبہ کی جائے، جس کی غیبت کی ہے

اس سے معافی تلافی کی جائے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: ذی الحجہ کی کیا اہمیت ہے؟

سوال ۲: میاں بیوی دونوں پر قربانی واجب ہو تو دو بکرے/ بڑے جانور کے دو حصے قربانی کرنا ضروری ہے یا ایک بکرے/ ایک حصے کی قربانی کافی ہوگی؟

سوال ۳: تلاوتِ قرآن کے فضائل لکھیں۔

سوال ۴: تلاوت کے سلسلے میں حضرت فاطمہ اور حضرت معاذہ کا کیا معمول تھا؟

سوال ۵: آپ کا یومیہ کتنے پاروں کی تلاوت کا معمول ہے؟ اگر نہیں تو کتنے پاروں کی تلاوت کا عزم ہے؟

سوال ۶: گھر کو مقبرے نہ بنانے کا مطلب کیا ہے؟

سوال ۷: کن سورتوں کی تلاوت کو اپنا معمول بنانا چاہیے؟ اور آپ کا کیا معمول ہے؟

سوال ۸: کن دو چیزوں کی ضمانت پر جنت کی بشارت ہے؟

سوال ۹: زبان کے گناہ کون سے ہیں؟

سوال ۱۰: زبان کی حفاظت کا کیا طریقہ ہے؟

سوال ۱۱: غیبت کس کو کہتے ہیں؟

سوال ۱۲: غیبت کرنے والا کیا واقعۃً مردار بھائی کا گوشت کھاتا ہے؟

سوال ۱۳: اگر کسی کی غیبت ہوگئی ہو تو اس کی تلافی کیسے کی جاسکتی ہے؟

حدیث نمبر ۱۶

چغل خوری مت کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. (بخاری، حدیث نمبر:۲۱۸)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا: ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی ایسی چیز کے بارے میں نہیں ہو رہا کہ اس سے بچنا آسان نہ تھا، ان میں ایک شخص وہ ہے جو پیشاب سے بچتا نہ تھا، اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

ایک کی بات دوسرے کے سامنے لڑائی کے مقصد سے، فساد کرانے کی خاطر اور بد گمانی پیدا کرنے کے ارادہ سے لگا دینا چغل خوری کہلاتا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے، جس کا آخرت میں سخت بدلہ تو ہے ہی؛ مرنے کے بعد ہی سے اس کا عذاب شروع ہو جاتا ہے، اس شخص کو جنت میں داخلہ نصیب نہ ہوگا۔ (بخاری، رقم:۶۰۵۶) ایسا شخص سب سے بدترین ہے۔ (مسند احمد، رقم:۱۷۹۹۸) چغل خور اتنا منحوس ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی دعا کی قبولیت سے مانع ہوتی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ان میں قحط سالی پھیل گئی، لوگ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے، تو حضرت موسی علیہ السلام پوری قوم کو لے کر ایک میدان میں جمع ہوئے، اور بارش کے لیے دعا فرمائی، ایک ہفتہ تک مسلسل یہ عمل ہوا؛ لیکن آثارِ قبولیت نظر نہ آئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ چغل خوروں کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہو رہی ہے، چنانچہ پہلے سبھوں نے چغل خوری سے توبہ کی، پھر بارش کے لیے دعا ہوئی تو باران رحمت کا نزول ہوا۔ (تفسیر قرطبی ۲۰/۲۳۹)

چغل خوری سے فساد پیدا ہوتا ہے، گھر اور خاندان تباہ ہو جاتے ہیں اور چین وسکون

غارت ہوجاتا ہے، یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے، اتحاد واتفاق کو پارہ پارہ کردینا اور عداوت ودشمنی پیدا کرنا انسان کے دل سے دین کو اس طرح مونڈ دیتا ہے جیسے استرا سر سے بال کو صاف کردیتا ہے۔ (ابوداؤد، رقم:۴۹۱۹)

حدیث نمبر ۱۷

دنیا سے دل مت لگایئے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. (بخاری، رقم:٦٤١٦)

ترجمہ: دنیا میں اجنبی یا راہ گزر کی طرح رہو۔

مال اس امت کا فتنہ ہے۔ (مسلم، رقم:۲۳۳۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (شعب الایمان، رقم: ۹۹۷۴) کیوں کہ انسان کے اندر جب دنیا کی محبت پیدا ہوجاتی ہے اور وہ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے بس دنیوی فکروں کو ہی ذہن پر سوار رکھتا ہے تو آخرت نظر سے بالکل اوجھل ہوجاتی ہے اور وہ آخرت سے غافل ہوجاتا ہے، حالاں کہ اعمالِ حسنہ پر ابھارنے والی اور گناہوں سے بچانے والی چیز یہی فکرِ آخرت ہے، جب انسان کے دل میں دنیا کی محبت جاگزیں ہوجائے گی تو پھر دنیا کے حصول کے لیے وہ حرام راستے اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا، چوری، سود، جوا، ڈکیتی اور قتل وغیرہ پر آمادہ ہوجائے گا، مال حاصل ہوگیا تو تکبر کرنے لگے گا اور ختم ہوجانے کے ڈر سے لوگوں کے حقوق بھی ضائع کرے گا، اور حاصل نہیں ہوا تو جس کے پاس مال ہے اس سے حسد کرنے لگے گا، غرض جو شخص دنیا کا دل دادہ ہو اس سے کسی خیر کی امید ہی نہیں کی جاسکتی ہے۔

دنیا اس بکری کے بچے سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو مردار اور کان کٹا ہوا ہو۔ (مسلم،

رقم: ۲۹۵۷)اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کی حیثیت نہیں ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۳۲۰)اس لیے دنیا سے زیادہ تعلق اور محبت نہیں ہونا چاہیے، کہ بس مال جمع کرنے کی فکر ہو اور گھر بنانے کی دھن ہو، عورتوں کے اندر جب یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے تو گھر کا ماحول بھی ویسا ہی بن جاتا ہے، اور آخرت ہر ایک کی نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے، کوشش کی جائے کہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو، اور اس کے لیے موت کو کثرت سے یاد کرنا، لمبے منصوبے نہ بنانا اور دنیا کے فتنے سے بچنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۱۸

زبان کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھیے

حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ. (مسلم، رقم: ۲۷۰۰)

ترجمہ: جب بھی چند لوگ بیٹھ کر اللہ عز وجل کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، ان پر رحمت چھا جاتی ہے، سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار والوں کے درمیان ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی فضیلت کا باعث ہے، قرآن میں جگہ جگہ اس کی تعلیم دی گئی ہے اور احادیث میں بہ کثرت اس کی تلقین آئی ہے، اس کے فضائل بھی بہت ہیں، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں چار انعامات کا ذکر ہے، اور ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ (بخاری تعلیقاً) بلکہ ایک حدیث میں یہاں تک مذکور ہے: اللہ تعالیٰ کا ذکر سارے اعمال میں بہتر اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پاکیزہ تر ہے، درجات کو دیگر اعمال کے مقابلے میں زیادہ بلند کرنے والا ہے، حتیٰ کہ راہِ خدا میں

سونا چاندی خرچ کرنے اور میدان جہاد میں دشمنوں کا سر کاٹنے اور خود شہید ہو جانے سے بھی افضل ہے۔ (ترمذی، رقم: ۳۳۷۷)

عورتیں زیادہ تر گھروں میں رہتی ہیں، جس کی وجہ سے انہیں یکسوئی رہتی ہے، اور اس ماحول میں ذکر اللہ کا دل پر بڑا اثر پڑتا ہے؛ اس لیے ذکر کا بھی اہتمام کرنا چاہیے؛ بلکہ کسی بزرگ سے ذکر کا طریقہ معلوم کرکے ان کی ہدایت کے مطابق اس کا معمول بنایا جائے، گھر کا کام کاج بھی چلتا رہے اور زبان پر ذکر بھی جاری ہو، خاص طور پر ان اذکار کو کثرت سے پڑھا جائے کہ یہ بہت فضیلت والے ہیں: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ. سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ. أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.

حدیث نمبر ۱۹

جو ہے اس پر راضی رہیے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ. (مسلم، رقم: ۱۰۵۴)

ترجمہ: وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اس کو بقدرِ ضرورت رزق ملا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز پر قناعت کی۔

قناعت ایک بہترین اور عمدہ صفت ہے، جس شخص کو یہ نعمت نصیب ہو جائے تو پھر اس کی زندگی سکون و اطمینان کا گہوارہ بن جاتی ہے، اور اس کو دنیوی لحاظ سے کوئی فکر اور ٹینشن لاحق نہیں ہوتا، قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو جو نعمتیں اور سہولیات میسر ہیں وہ ان پر راضی رہے، مزید کی حرص و ہوس اس کے دل میں نہ ہو اور مزید مال و دولت حاصل کرنے کے لیے لوگوں سے مانگتا پھرتا نہ ہو، دوسرے کا بنگلہ، گاڑی، عہدہ اور منصب وغیرہ دیکھ کر اس کی ہوس نہ کرے۔

حدیث میں ہے کہ قناعت کرنے والا شخص سب سے بڑا مال دار ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۳۰۵) زیادہ مال و دولت اور ساز و سامان جمع کرنے والا شخص جس کا دل مزید کے غم میں بے چین ہو مال دار نہیں؛ بلکہ حقیقی مال دار وہ ہے جس کے پاس تھوڑی سی بھی نعمت ہو تو اسی پر خوش اور راضی ہو۔ (بخاری، رقم: ۶۴۴۶)

اور جو شخص قناعت نہیں کرتا تو ایسے شخص کو چاہے مال سے بھری ہوئی دو وادیاں مل جائیں تب بھی وہ تیسری وادی کی تمنا کرے گا اور اس کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۰۴۸) اس شخص کی دولت کی پیاس کبھی نہیں بجھ سکتی۔ (دارمی، رقم: ۳۴۳) ایسا شخص آخرت سے غافل ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توجہ سے محروم ہوجاتا ہے۔ (معجم اوسط، رقم: ۵۰۲۵)

قناعت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کے معاملے میں ان افراد کو دیکھا جائے جن کا معیارِ زندگی ہم سے کمتر ہے، ان کو دیکھ کر شکر اور قناعت کا جذبہ پیدا ہوگا، زیادہ کی لالچ نہیں ہوگی، اور دین کے معاملے میں اپنے سے بلند افراد کو دیکھا جائے، اس سے مزید نیکی کی رغبت ہوگی اور درجات بلند ہوں گے۔ (بخاری، رقم: ۶۴۹۰)

حدیث نمبر ۲۰

حسد کی آگ میں مت جلیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. (ابوداود، رقم: ۴۹۰۳)

ترجمہ: تم حسد سے بچو؛ کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔

حسد بہت ہی مذموم جذبہ ہے، اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا عمل ہے، جس شخص کے

اندر یہ جذبہ پیدا ہوجاتا ہے وہ نہ دنیا میں چین وسکون کی زندگی گزار سکتا ہے اور نہ آخرت میں امن کی زندگی کا مستحق ہوسکتا ہے، دوسرے کا مال و دولت، عزت و بڑائی، کامیابی وکامرانی، عہدے اور مناصب کو دیکھ کر حسد کرنا اور اس سے اس نعمت کے چھن جانے کی تمنا کو حسد کہا جاتا ہے، خواہ خود کو وہ مال و دولت وغیرہ حاصل ہو یا نہ ہو۔

حسد کرنے والا اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کرتا ہے، کہ فلاں کو وہ نعمت کیوں دی گئی، اس کو نہیں دینا چاہیے تھا، اور اسی در پردہ تقسیمِ خداوندی پر اعتراض کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نیکیاں تباہ وبرباد ہوجاتی ہیں۔

حسد کرنے والا شیطان کا پیروکار ہے، جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرمایا تو فرشتے تو سارے سجدہ ریز ہوگئے؛ لیکن ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کردیا، اور وجہ بتاتے ہوئے کہا: میری تخلیق آگ سے ہوئی ہے جس کی خاصیت اوپر اٹھنا ہوتی ہے، اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی جس کی خاصیت نیچے جانا ہوتی ہے، غرض اس طرح اس نے اپنے قلبی حسد کا اظہار کیا اور ابدی راندۂ درگاہ ہوا۔ (الاعراف:۱۱ تا ۱۸)

عورتوں میں حسد یوں ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنے والدین کو وہ چیز کیوں دی، اگر والدین نہ ہوتے تو وہ بھی مجھے ملتی، اتنا خرچہ ان پر ہورہا ہے، اگر وہ نہ ہوتے تو یہ پیسے میرے ہوجاتے، اسی طرح رشتے دار اور پڑوس کی عورتوں سے بھی حسد ہوتا ہے جس کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ ان کے عیوب اور اپنے کمالات بیان کرنے لگتی ہیں، اس گناہ سے بچنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر مکمل بھروسہ ہونا چاہیے کہ میرے لیے جتنا مقدر ہے اتنا مل کر رہے گا، نیز جس سے جس نعمت کی وجہ سے حسد ہورہا ہے اس کے لیے اس نعمت میں مزید ترقی کی دعا کا بھی اہتمام ہو، اور مجلسوں میں اس کی تعریف کرتا رہے۔

تمرینی سوالات

سوال۱: کن چیزوں سے عذاب قبر ہوتا ہے؟

سوال۲: چغل خوری کے دینی اور معاشرتی نقصانات پر روشنی ڈالیں۔

سوال۳: مال کی محبت کو تمام گناہوں کی جڑ کہا گیا ہے، آپ وضاحت کریں کہ کس طرح مال کی محبت آدمی کو دوسرے گناہوں تک پہنچا دیتی ہے؟

سوال۴: ذکر کے فضائل بتائیں۔

سوال۵: کیا آپ گھر کے کام کاج یا فارغ اوقات میں ذکر کرتی ہیں؟

سوال۶: فضیلت والے اذکار کون سے ہیں؟

سوال۷: قناعت کا مفہوم کیا ہے؟

سوال۸: قناعت کی صفت کیسے پیدا ہوگی؟

سوال۹: اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر کون اعتراض کرتا ہے؟

سوال۱۰: عورتوں میں کس طرح حسد ہوتا ہے؟

حدیث نمبر ۲۱

دل میں کینہ مت پالیے

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ ، قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ، نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ. (ابن ماجہ، رقم: ۴۲۱۶)

ترجمہ: ہر وہ شخص جو مخموم القلب اور زبان کا سچا ہو، صحابہ نے کہا: زبان کا سچا ہونا تو ہمیں سمجھ میں آ گیا، مخموم القلب کا کیا مطلب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جو متقی و پرہیز گار ہو، اس کا دل ایسا صاف ہو اس میں کوئی گناہ، سرکشی، کینہ اور حسد نہ ہو۔

کینہ یہ ہے کہ جب انسان کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچے اور وہ اس کا بدلہ لینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اندر ہی اندر اس شخص سے نفرت کرنے لگے اور اس کے کسی مصیبت میں مبتلا ہونے کی تمنا کرے؛ تا کہ اس طرح اس کا بدلہ پورا ہو جائے، یہ بہت ہی مذموم جذبہ ہے، اس سے انسان کا ذہنی سکون ختم ہو جاتا ہے اور دین بھی برباد ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: کسی سے کینہ نہ رکھنا! یہ میری سنت ہے، اور میری سنت پر عمل کرنے والا میرا محبوب اور جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ (ترمذی، رقم: ۲۶۷۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں ہی ایک صحابی کو جنت کی خوش خبری سنائی؛ کیوں کہ ان کا خاص عمل یہ تھا کہ وہ اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کینہ نہیں رکھتے تھے۔ (مسند احمد، رقم: ۱۲۶۹۷)

حدیث میں ہے: کینہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۵۱۰) ہر پیر اور جمعرات کو تمام مؤمنین کی مغفرت کر دی جاتی ہے؛ البتہ ان بندوں کی بخشش موقوف کر دی جاتی ہے جن کے دلوں میں کینہ ہو، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب تک یہ صلح نہ کر لیں تب تک

انہیں چھوڑ دو۔ (مسلم، رقم: ۲۵۶۵) شبِ براءت میں بھی اس شخص کی مغفرت نہیں ہوتی جس کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ ہو۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۵۹۰)

کینہ کا علاج یہ ہے کہ جب کسی سے جھگڑا ہوجائے تو اس کو معاف کردے اور اس کے ساتھ تعلقات برقرار رکھے، سلام کلام اور خوشی غمی میں شرکت نہ چھوڑے اور اس کی خوش حالی وراحت کی دعا کرتا رہے، ان شاء اللہ دل صاف ہوجائے گا، درج ذیل دعا کا بھی اہتمام ہو:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. (الحشر:۱۰)

اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمایئے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھیے، اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

<u>حدیث نمبر ۲۲</u>

کنجوسی مت کیجیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ قَرِيبٌ مِنَ الجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ، وَالبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ بَعِيدٌ مِنَ الجَنَّةِ بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ، وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ. (ترمذی، رقم:۱۹۶۱)

ترجمہ: سخی اللہ تعالیٰ سے، جنت سے اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے، جہنم سے دور ہوتا ہے، جب کہ بخیل اللہ تعالیٰ سے، جنت سے اور لوگوں سے دور ہوتا ہے، جہنم سے قریب ہوتا ہے، جاہل (جو صرف فرائض وسنن پر اکتفا کرتا ہو) سخی اللہ تعالیٰ کو بخیل عابد (جو اپنا اکثر وقت عبادت اور نوافل میں گزارتا ہو) کے مقابلے میں زیادہ پسند ہے۔

بخل یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا شرعاً فرض یا واجب ہو یا جہاں اخلاقاً اور مروۃً خرچ کرنا چاہیے آدمی وہاں خرچ نہ کرے، چوں کہ بخیل اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے مالی حقوق کو تلف کرتا ہے؛ اس لیے وہ اللہ اور لوگوں کی نظر میں قابل نفرت اور جہنم میں داخل ہونے کا مستحق قرار پاتا ہے، بخل ایک باطنی بیماری؛ بلکہ بیماریوں کی سردار ہے۔ (بخاری، رقم: ۴۳۸۳) اللہ تعالیٰ کو یہ بہت ہی ناپسند ہے۔ (شعب الایمان، رقم: ۷۲۵۳) اور جس شخص میں یہ بیماری ہو وہ جنت میں داخلے کا مستحق نہیں ہے۔ (ترمذی، رقم: ۱۹۶۳)

بخل سے کس طرح بچا جائے؟ اس کی وضاحت خود حدیث میں موجود ہے: جس شخص کے اندر تین باتیں ہو وہ بخل سے محفوظ رہے گا: ۱- زکوۃ ادا کی۔ (تمام فرض وواجب مالی حقوق ادا کیے) ۲- مہمان نوازی کی۔ ۳- حادثات کے موقعہ پر لوگوں کی اعانت کی۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۴۰۹۷)

جو شخص مذکورہ باتوں پر عمل کرتا ہے اور سخاوت سے کام لیتا ہے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقبولیت، لوگوں کی نظر میں محبوبیت اور جنت میں داخلے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرلیتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مرتبہ اشرفیوں سے بھری تھیلی آئی، آپ نے خادمہ کو اسے تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی، شام تک تقسیم ہوتی رہی اور تھیلی خالی ہوگئی، بعد میں خادمہ کے توجہ دلانے پر احساس ہوا کہ کچھ بچا کر رکھ لینا چاہیے تھا؛ کیوں کہ گھر میں تین دن سے فاقہ ہے۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا چمڑے کا مشکیزہ بنا کر فروخت کرتیں، اور آمدنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فقراء ومساکین پر خرچ کرتیں، جن کی سخاوت کی گواہی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ (بخاری، رقم: ۱۴۲۰)

حدیث نمبر ۲۳

صفائی ستھرائی کا خیال رکھیے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:
الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ. (مسلم، رقم: ۲۲۳)
ترجمہ: پاکی آدھا ایمان ہے۔

آمدِ اسلام سے قبل دنیا باطنی گندگی سے ملوث تھی ہی؛ ظاہری لحاظ سے بھی صفائی ستھرائی کا اہتمام نہیں تھا، عیسائی راہب لباس نہیں پہنتے تھے اور اپنے مخصوص اعضاء کو بڑھے ہوئے بالوں کے ذریعے چھپاتے تھے، پانی کے استعمال کو باعثِ عار سمجھتے تھے، ہندوؤں میں بھی صفائی کا خیال نہیں، حتیٰ کہ گوبر اور پیشاب کو بھی وہ پوِتر کہتے ہیں اور مقدس گردان کر پیتے اور دیگر کاموں میں استعمال کرتے ہیں، یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو صفائی ستھرائی کے تعلق سے بڑا ہی حساس بنایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دوسری وحی ہی میں کپڑے پاک رکھنے کی ہدایت دی گئی۔ (المدثر: ۴) اہلِ قبا جب استنجاء کے لیے جاتے تو طہارت کے لیے پتھر کے ساتھ پانی بھی استعمال کرتے تو ان کی تعریف کرتے ہوئے انہیں خدا کا محبوب قرار دیا گیا۔ (التوبۃ: ۱۰۸ و ابوداؤد، رقم: ۴۴) اللہ تعالیٰ پاک اور صاف ستھرے ہیں، پاکی اور صفائی ستھرائی کو پسند فرماتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۲۷۹۹)

طہارت کی اس اہمیت کے پیشِ نظر ہر موقعہ پر صفائی کا اہتمام رکھنا چاہیے:

۱- حیض ونفاس سے پاک ہونے کے بعد فوراً غسل کیا جائے، شرم گاہ کے پاس بدبو اگر کچھ باقی رہ جاتی ہو تو عطر وغیرہ لگا کر اس کو دور کیا جائے۔

۲- ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کی جائے۔

۳- مسواک کا اہتمام ہو، خاص طور پر جب کہ نماز سے قبل ایسی چیزیں کھائی ہوں جن سے بو پیدا ہوتی ہو۔ (لہسن، پیاز اور مولی وغیرہ)

۴- ہر ہفتہ زائد بالوں (بغل اور شرم گاہ کے آس پاس) کو صاف کیا جائے۔

۵- چھوٹے بچوں کی پرورش کا جب مسئلہ آتا ہے تو عورتیں اپنے کپڑوں، بستر اور ان جگہوں کو پاک کرنے کا اہتمام نہیں کرتیں جہاں بچے نے پیشاب یا پاخانہ کیا ہو، یہ بہت بڑی غلطی ہے، تین مرتبہ اچھی طرح دھونا اور ہر بار نچوڑنا ضروری ہے، اس میں کوتاہی سے نمازیں بھی صحیح نہیں ہوتیں اور قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے۔ (مستدرک حاکم، رقم: ۶۵۴)

۶- گھر کو بھی گندگی اور مکڑی کے جالوں سے صاف رکھا جائے۔

حدیث نمبر ۲۴

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے

حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لاَ يُؤْمِنُ! قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. (بخاری، رقم: ۶۰۱۶)

ترجمہ: قسم اللہ کی! وہ مؤمن نہیں، قسم اللہ کی! وہ مؤمن نہیں، قسم اللہ کی! وہ مؤمن نہیں، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کون مؤمن نہیں؟ فرمایا: وہ آدمی جس کی شرارتوں اور آفتوں سے اس کے پڑوسی خائف رہتے ہوں۔

دین اسلام میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ ہر شخص دوسرے کے حقوق کو ادا کرے اور اس کو کسی قسم کی تکلیف دینے سے حتی الامکان گریز کرے، اور اسی وجہ سے معاشرے میں جن جن لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے ان کے حقوق واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں اور انہیں ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے، پڑوسی سے بھی دن میں کئی بار آمنا سامنا ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کے سلسلے میں شریعت کے اندر بہت ہی واضح ہدایات ملتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آکر پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں اتنی تاکید کرنے لگے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا وہ پڑوسی کو وراثت میں بھی حصہ دار بنادیں گے۔ (بخاری، رقم: ۶۰۱۴) جو شخص پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہو اس کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ (مسلم، رقم: ۴۶) پڑوسی کو تکلیف دینے والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے والا اور اس سے جھگڑنے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑنے والا ہے۔ (الترغیب والترہیب، رقم: ۳۸۶۳)

پڑوسی کے حقوق: اگر وہ بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرے، اس کا انتقال ہوجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے، اگر وہ قرض مانگے تو قرض دے، اگر کوئی بُرا کام کرے تو پردہ پوشی کرے، خوشی کے موقعہ پر اس کو مبارک باد دے اور مصیبت کے موقعہ پر تعزیت کرے، اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرے کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہوجائے، اور جب گھر میں کوئی اچھا کھانا پکے تو اس میں سے کچھ اس کے گھر بھیج دے۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم: ۱۰۱۴)

حدیث نمبر ۲۵

جھوٹ مت بولیے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا. (مسلم، رقم: ۲۶۰۷)

ترجمہ: تم سچائی کو لازم پکڑو، اور ہمیشہ سچ ہی بولو، کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال

دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچادیتی ہے، اور آدمی جب ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھ لیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو؛ کیوں کہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچادیتی ہے، اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کرلیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔

جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے۔ (بخاری، رقم: ۳۳) جھوٹ کی بدبو سے فرشتے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ۱۹۷۲) جھوٹ کی وجہ سے انسان اپنا اعتماد کھودیتا ہے اور معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔

جھوٹ کی مختلف شکلیں

* جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے۔ (بخاری، رقم: ۵۹۷۶) * جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق ہڑپ لینے والا اور دھوکہ دینے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت کا مستحق نہیں ہوگا، اس کے لیے جنت حرام ہے۔ (مسلم، رقم: ۱۳۷و۱۰۶) * بچوں کو بہلانے کے لیے جھوٹ بولنا، کوئی چیز دیں گے کہہ کر نہ دینا۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۹۹۱) * مذاق میں لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کے لیے ہلاکت ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ۴۹۹۰) * ہر سنی سنائی بات بولنا بھی جھوٹ ہے۔ (مقدمۂ مسلم)

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: کینہ کے نقصانات ذکر کریں۔
سوال ۲: کینہ کا علاج کیا ہے؟
سوال ۳: بخیل اور سخی میں کون بہتر ہے؟ اور کیوں؟
سوال ۴: حضرت عائشہ اور حضرت زینب کی سخاوت کے بارے میں لکھیں؟
سوال ۵: اسلام سے پہلے لوگوں میں صفائی ستھرائی سے متعلق کیا تصور تھا؟
سوال ۶: طہارت کا خیال کہاں کہاں رکھا جائے؟
سوال ۷: پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق چند احادیث لکھیں۔
سوال ۸: پڑوسی کے کیا حقوق ہیں؟
سوال ۹: جھوٹ کی چند شکلیں بتائیں۔

حدیث نمبر ۲۶

باحیازندگی گزاریے

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ. وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ. (ابن ماجہ، رقم:۴۱۸۱)

ترجمہ: ہر دین کا ایک امتیازی وصف ہے، اور اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔

شرم وحیا ایک ایسا اہم، فطری اور بنیادی وصف ہے جس کو انسان کی سیرت سازی میں بڑا دخل ہے، یہی وہ وصف ہے جو انسان کو بہت سے برے کاموں اور بری باتوں سے روکتا ہے، اچھے اور شریفانہ کاموں کے لیے آمادہ کرتا ہے، یہ عورتوں کا زیور ہے، اسی سے ان کی خوب صورتی ہے، حیا کا ایمان کے ساتھ گہرا تعلق ہے، اگر حیا ختم ہوجائے تو ایمان بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔ (شعب الایمان، رقم:۷۳۳۱) جس شخص کے اندر حیا نہیں تو پھر اسے کوئی بھی نامناسب یا غلط کام کرنے میں جھجک نہیں ہوتی ہے۔ (بخاری، رقم:۳۴۸۳)

اللہ تعالیٰ سے بھی حیا کرنی چاہیے، حدیث کا مفہوم ہے: اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ بُرے خیالات سے دماغ کی اور حرام وناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو، اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہونی ہے اس کو یاد کرو۔ (مسند احمد، رقم:۳۶۷۱)

حیا کے چند تقاضے: اجنبی مردوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے، ناجائز اور نفسانی خواہشات سے بچنے کی پوری کوشش ہو، جنسی بے راہ روی سے مکمل گریز ہو، بلاضرورت اپنے ستر کو بھی نہ دیکھے، میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے ستر کو نہ دیکھیں، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں، نکلیں تو مکمل حیا کے ساتھ، کسی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ ہو جو لوگوں کی نگاہوں کو اس کی جانب متوجہ کرے، اپنی زیب وزینت کو ظاہر نہ کریں۔

حدیث نمبر ۲۷

صبر وشکر کی عادت ڈالیے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ. (مسلم،رقم:۲۹۹۹)

ترجمہ: بندۂ مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے لیے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے، اگر اس کو خوشی اور راحت پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے، اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے، اور اگر اُسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے، اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر ہوتا ہے۔

اس دنیا میں دکھ اور رنج بھی ہے اور آرام اور خوشی بھی ، شادی بھی ہے اور غمی بھی، شیرینی بھی ہے اور تلخی بھی، سردی بھی ہے اور گرمی بھی، خوشگواری بھی ہے اور ناخوشگواری بھی، اور سب کچھ اللہ تعالی ہی کی طرف سے اور اسی کے حکم اور فیصلہ سے ہوتا ہے؛ اس لیے اللہ تعالی پر ایمان رکھنے والے بندوں کا حال یہ ہونا چاہیے کہ جب کوئی دکھ اور مصیبت (کسی کا انتقال یا طویل بیماری یا معاشی تنگی وغیرہ) پیش آجائے تو وہ مایوسی اور سراسیمگی کا شکار نہ ہوں؛ بلکہ ایمانی صبر وثبات کے ساتھ اس کا استقبال کریں، اور ہر آنے والے سے حالات کا شکوہ کرنے کے بجائے دل میں اس یقین کو تازہ کریں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی طرف سے ہے، جو ہمارا حکیم اور کریم رب ہے، اور وہی ہم کو اس دکھ اور مصیبت سے نجات دینے والا ہے، ایسے شخص کے لیے جنت اور مغفرت کا وعدہ ہے۔ (ابن ماجہ، رقم:۱۵۹۷ ومعجم کبیر طبرانی، رقم:۱۱۴۳۸) قرآن میں صبر کرنے والوں کے متعلق کہا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں، اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔ (البقرۃ:۵۷)

اسی طرح جب حالات سازگار ہوں، چاہت کے مطابق زندگی گزر رہی ہو اور خوشی اور شادمانی کے سامان میسر ہوں تو اس کو اپنا کمال اور اپنی قوتِ بازو کا نتیجہ نہ سمجھیں؛ بلکہ اس وقت اپنے دل میں اس یقین کو تازہ کریں کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی بخشش ہے، اور وہ جب چاہے اپنی بخشی ہوئی ہر نعمت چھین بھی سکتا ہے، اس لئے ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کریں، شکر سے نعمت باقی رہتی ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ (ابراہیم: ۷) مؤمن شاکر عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ (النساء: ۱۴۷) شکر اللہ کا پسندیدہ عمل ہے۔ (الزمر: ۷)

حدیث نمبر ۲۸

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہیے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا قَالُوا: إِذًا نُكْثِرُ، قَالَ: اللهُ أَكْثَرُ.

(مسند احمد، رقم: ۱۱۱۳۳)

ترجمہ: جو مؤمن بندہ کوئی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحمی ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا ہوتی ہے، یا تو جو اس نے مانگا ہے وہی اس کو ہاتھ کے ہاتھ عطا فرما دیا جاتا ہے، یا اس کی دعا کو آخرت میں اس کا ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے، (اور یہ ذخیرہ اتنا قیمتی ہوگا کہ انسان تمنا کرے گا: کاش میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔ (مستدرک حاکم، رقم: ۱۸۱۹)) یا آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس دعا کے حساب میں روک دی جاتی ہے، صحابہ نے عرض کیا: جب بات یہ ہے (کہ ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اس کے حساب میں کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے) تو ہم

بہت زیادہ دعائیں کریں گے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی تذلل، بندگی، سرافگندگی، عاجزی، لاچاری اور بے بسی کا اظہار عبدیت کہلاتا ہے، اور اس کا ایک خاص مظہر دعا ہے، دعا کے وقت بندے کا ظاہر وباطن عبدیت میں ڈوبا ہوتا ہے، اور یہ حالت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف میں غالب ترین وصف دعا ہے، قرآن کریم میں جگہ جگہ دعا مانگنے کی تلقین کی گئی ہے، ایک جگہ کہا گیا: مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت (دعا) سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (غافر: ٦٠) دعا عین عبادت؛ بلکہ عبادت کا مغز ہے، اور اس سے زیادہ عزیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے، جو شخص دعا کرتا رہتا ہے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ٢٩٦٩ و ٣٣٧١ و ٣٣٧٠ و ٣٥٤٨) دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، دشمنوں سے حفاظت کرتی ہے اور رزق بھی وافر مقدار میں عطا ہوتا ہے۔ (مسند ابی یعلی، رقم: ١٨١٢) اور جو شخص دعا نہیں مانگتا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ (ترمذی، رقم: ٣٣٧٣)

دعا کے سلسلے میں چند ہدایات: دعا پورے یقین کے ساتھ ہو، دل غافل اور لاپرواہ نہ ہو، صرف پریشانی کے موقعہ پر نہیں؛ بلکہ خوش حالی میں بھی دعا کرے۔ (ترمذی، رقم: ٣٤٧٩ و ٣٣٨٢) اس کا رزق حلال ہو، حرام نہ ہو، جان، مال اور اولاد کے خلاف بددعا یا اپنی موت کی تمنا نہ ہو۔ (مسلم، رقم: ١٠١٥ و ٣٠٠٩ و ٢٦٨٢) دعا سے قبل حمد وصلاۃ پڑھ لے، پہلے اپنے لیے پھر دوسروں کے لیے دعا مانگی جائے۔ (ترمذی، رقم: ٣٤٧٧ و ٣٣٨٥)

اولاد کے لیے ماں باپ کی دعا، کسی کے حق میں غائبانہ دعا، مسافر اور پردیسی، مظلوم، حاجی، مجاہد اور بیماران سب کی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ١٥٣٦ و شعب

الایمان، رقم:۱۰۸۷)

دعا کی قبولیت کے خاص اوقات: فرض نماز اور ختمِ قرآن کے بعد، جہاد، بارش، نماز اور کعبۃ اللہ کے دیدار کے وقت۔ (معجم کبیر طبرانی، رقم:۷۶۴۷ و ۷۷۱۳) اذان اور اقامت کے درمیان۔ (ابوداؤد، رقم:۵۲۱) رات کے اخیر حصہ میں۔ (مسلم، رقم:۷۵۸)

ان دعاؤں کا بھی اہتمام ہو جو روز مرہ کی زندگی میں پیش آنے والے امور کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، بہت سے کتابچے مطبوعہ ہیں، مستند عالم سے پوچھ کر کسی ایک کتابچہ کو خرید کر اُن دعاؤں کو یاد کر کے انہیں روز پڑھنے کا معمول بنانا چاہیے۔

حدیث نمبر ۲۹

حرام لقمے سے بچیے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ مِنَ الْحَرَامِ. (معجم اوسط، رقم:۵۹۶۱)

ترجمہ: جس جسم کی پرورش حرام سے ہوئی ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

شریعتِ اسلامی میں حلال رزق کھانے کی بڑی اہمیت ہے، حتیٰ کہ انبیاء ورسل کو بھی اس کی تاکید کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا. (المؤمنون:۵۱)

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اس آیت میں اگرچہ پیغمبروں سے خطاب ہے؛ مگر حکم ساری امت کو دیا جا رہا ہے کہ وہ پاکیزہ مال کھائیں، پھر اس کے فوراً بعد نیک عمل کا حکم دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ حلال غذا کا عملِ صالح میں بڑا دخل ہے، جب غذا حلال ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خود بخود ہونے لگتی ہے اور غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اس

میں مشکلات حائل ہوجاتی ہیں۔

حرام کی تھوڑی سی بھی آمیزش بہت بڑا جرم ہے، ارشادِ نبوی ہے: اگر کوئی انسان کپڑا دس درہم میں خریدے جن میں سے نو درہم ہے حلال؛ لیکن ایک درہم حرام کا ملا ہوا ہے، گویا دسواں حصہ اس کا حرام ہے تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ (مسند احمد، رقم: ۵۷۳۲) حرام کھانے والے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم، رقم: ۱۰۱۵) حرام مال سے کیا گیا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا، اس میں برکت نہیں ہوتی، اور اس کے مرنے کے بعد جہنم کا سامان ہوتا ہے۔ (مسند احمد، رقم: ۳۶۷۲)

عام گھرانوں میں - فطرت کے مطابق - مرد کما کر لاتے ہیں اور عورتیں گھر کا نظام سنبھالتی ہیں، اس صورت میں عورت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مرد پر غیر ضروری اخراجات کا بوجھ اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے زور نہ ڈالے، عورت کے اندر اگر قناعت کا مادہ نہ ہو اور وہ فضول خرچی کی رسیا ہو تو پھر مرد کو زیادہ پیسوں کے لیے حرام کمائی پر مجبور کر دیتی ہے، اس میں جہاں مرد گنہگار ہوگا وہیں عورت بھی اس جرم میں برابر کی شریک ہوگی، اور ایسا خاندان کبھی رحمتِ الٰہی کا مستحق نہیں ہوسکتا اور نہ حقیقی خوشیاں اسے میسر ہوسکتی ہیں، ذہن میں رکھیں کہ چند روزہ دنیوی عیش ولذت کو چھوڑ کر آخرت کے عذاب سے بچ جانا بہت ہی فائدے کا سودا ہے۔

حدیث نمبر ۳۰

کسی پر ظلم مت کیجیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا: مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی ساز وسامان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ.

(مسلم، رقم:۲۵۸۱)

ترجمہ: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا، اور اس حال میں آئے گا کہ (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیوں میں سے مظلوم صاحبِ حق کو دیا جائے گا، اور اگر اُس کے ذمہ واجب الاداء حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں تو اصحابِ حقوق کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اسلام میں حقوق کا باب بڑا وسیع ہے، ہر شخص کے حق کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اس کو ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، ان کا مطالعہ کر کے تمام حقوق کی ادائیگی کی فکر کرنا ضروری ہے؛ ورنہ یہ نماز روزے اور زکوٰۃ وصدقات کوئی فائدہ نہیں دیں گے؛ بلکہ اُلٹا آدمی مزید گناہ لے کر جہنم کے گڑھے میں جا گرے گا۔

زمین پر ناجائز قبضہ، چوری، گالم گلوچ، غیبت، لڑائی جھگڑا، بلا اجازت دوسرے کی چیز استعمال کرنا وغیرہ یہ ساری چیزیں آخرت میں انسان کو مفلس بنادیتی ہیں، مفلسی سے بچنے کا واحد راستہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس ارشاد پر عمل ہے: کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں، یعنی جس کے کسی قول وفعل سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری، رقم:۱۰)

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: حیا کے کیا تقاضے ہیں؟

سوال ۲: صبر و شکر کا کیا مطلب ہے؟

سوال ۳: دعا کی اہمیت واضح کریں۔

سوال ۴: دعا کرتے وقت کن باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

سوال ۵: قبولیت دعا کے کیا اوقات ہیں؟

سوال ۶: حرام کی نحوست پر چند سطر لکھیں۔

سوال ۷: ایک عورت حرام لقمہ سے خود کو اور گھر والوں کو بچانے میں کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

سوال ۸: مفلس کون ہے؟

سوال ۹: مفلس بنانے والے اعمال کون سے ہیں؟

حدیث نمبر ۳۱

پردۂ شرعی کا پہلا درجہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا۔ (صحیح ابن خزیمۃ، رقم:۱۶۸۵)

ترجمہ: عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے، عورت اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ گھر کے بالکل اندر ہو۔

پردۂ شرعی کا لحاظ رکھنا ہر عورت پر فرض ہے، اس کے تین درجے ہیں، سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ عورت گھر کے اندر ہی رہے، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے، ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لیے ہوئی ہے، انہی میں وہ مشغول رہیں، ارشادِ ربانی ہے: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ۔ (الاحزاب:۳۳) اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور اگر گھر میں رہتے ہوئے کوئی اجنبی آجائے اور اس کو کوئی سامان دینے کی ضرورت پڑے تو پردے کے پیچھے ہی سے وہ چیز اس کو دے، اس کے سامنے نہ آئے۔ (الاحزاب:۵۳) اسی طرح بات کی ضرورت پیش آئے تو اکھڑے لہجے میں بات کرے، آواز میں ایسی دلکشی اور شیرینی نہ ہو کہ اجنبی کے دل میں کوئی باطل امنگ پیدا ہو۔ (الاحزاب:۳۲)

حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا کو بڑا شوق تھا کہ وہ نماز کے لیے مسجد نبوی آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کی سعادت حاصل کریں، چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر میں ہی نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی، اس حکم پر انہوں نے زندگی بھر عمل کیا، گھر کے بالکل اندر ایک کونے میں نماز پڑھتی تھیں جہاں روشنی نہیں پہنچتی تھی اور اندھیرا چھایا رہتا تھا۔ (مسند احمد، رقم:۲۷۰۹۰) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا صرف حج وعمرہ کے لیے ہی گھر سے باہر نکلیں؛ ورنہ پوری زندگی گھر میں گزاردی، حتی کہ موت کے

دن ہی ان کا جنازہ گھر سے نکلا۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/ ۱۸۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ بہترین عورتیں کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا: جو نہ اجنبیوں کو دیکھیں اور نہ کوئی اجنبی ان کو دیکھے۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/ ۴۰)

آج کے ماحول پر نظر دوڑائیں تو بازاروں میں اور دیگر عوامی مقامات پر خواتین کا ہجوم ہوتا ہے، روزانہ یا کم از کم ہفتے میں ایک بار شاپنگ کے نام پر بازار کی یا تفریح کے بہانے تفریحی مقامات کی سیر کی جاتی ہے اور دن کا اکثر حصہ گھر کے باہر گزار دیا جاتا ہے، سامان کی خریداری کی ضرورت کسی ایک عورت کو ہوتی ہے؛ مگر وہ ساتھ میں مزید دس عورتوں کو لے جاتی ہے، حد تو یہ ہے کہ بازار میں ٹھہر کر کھایا پیا جاتا ہے، یہ بہت ہی افسوس ناک اور قابلِ اصلاح پہلو ہے، قرآنی حکم اور صحابیات کی زندگی سے عبرت حاصل کرتے ہوئے بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلنے کو خود پر لازم کر لینا چاہیے۔

حدیث نمبر ۳۲

پردۂ شرعی کا دوسرا درجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. (مسلم، رقم: ۲۱۲۸)

ترجمہ: دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہیں، وہ لوگوں کو اس سے مارتے ہیں، دوسری قسم: وہ عورتیں جو پہنتی ہیں؛ مگر ننگی ہیں (بعض اعضاء برہنہ ہوں، جیسے: چہرہ، ہاتھ، بازو اور پیٹھ وغیرہ کھلے ہیں، یا لباس تنگ و چست ہو کہ جسم کے خد و خال واضح ہو رہے

ہوں، یا اتنا باریک لباس ہو کہ اندرون جھلک رہا ہو) سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بھٹکنے والی، ان کے سر بختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے، وہ جنت میں نہ جائیں گی؛ بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے (لمبے) فاصلے سے آرہی ہوگی۔

جب عورت کو ایسی ضرورت پیش آجائے کہ اگر وہ گھر سے باہر نہ نکلے تو غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہوگا تو اس وقت گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔(بخاری، رقم:۴۷۹۵) ایسی صورت میں پردۂ شرعی کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس کا سارا جسم حتی کہ چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم مستور اور کپڑے سے ڈھکے ہوں، قرآن کہتا ہے: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ. (الاحزاب:۵۹) (اے نبی! تم اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔) اور یہ حجاب اور برقعہ زیب وزینت والا نہیں؛ بلکہ سادہ ہو، گویا میلا کچیلا نظر آئے جس کی جانب مردوں کا التفات نہ ہو۔(ابوداؤد، رقم:۵۶۵) بیچ راستے میں نہ چلیں، کنارے پر چلیں۔(صحیح ابن حبان، رقم:۵۶۰۱) نگاہیں نیچی رکھیں۔ (النور:۳۱) خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔(ابوداؤد، رقم:۴۱۷۳) بن سنور کر نہ نکلیں۔(الاحزاب:۳۳) بن سنور کر نکلنا ہی بنی اسرائیل پر لعنت کا سبب بنا تھا۔(ابن ماجہ، رقم:۴۰۰۱)

زمانہ اتنا بگڑ چکا ہے کہ عورتیں گھر میں تو معمولی کپڑوں میں رہتی ہیں؛ لیکن جیسے ہی بازار جانا ہوتا ہے یا کسی تقریب میں شرکت کرنی ہوتی ہے تو بن ٹھن کر نکلتی ہیں، اور کپڑے اور میک اَپ کو درست رکھنے کے لیے برقعہ نہیں پہنتیں، اور اگر کسی کو برقعہ پہننے کی توفیق مل جائے تو وہ برقعہ ایسا پرکشش اور خوب صورت ہوتا ہے کہ اس کے لیے ایک اور برقعے کی ضرورت ہے، ہر عورت کو چاہیے کہ وہ مذکورہ احکامات کو اور بے پردگی کی وعیدوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی کی اصلاح کرے۔

حدیث نمبر ۳۴

پردۂ شرعی کا تیسرا درجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ. (ابوداود، رقم:۴۱۰۴)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اس حال میں وہ باریک کپڑے پہنے ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہوجائے تو چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آنا چاہیے۔

پردۂ شرعی کا تیسرا اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلے تو سارا بدن مستور ہو، صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوں۔ (النور:۳۱) لیکن یہ اس وقت ہے جب فتنے کا اندیشہ نہ ہو، اور یہ صرف بوڑھی عورتوں میں ہے کہ وہاں فتنے کا اندیشہ نہیں۔ (النور:۶۰) اس لیے فقہاء نے جوان عورتوں کو چہرہ کھولنے سے منع کیا ہے۔ (شامی ۱/۴۰۶) اور متعدد احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ واقعۂ افک میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی نظر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر۔ جب کہ وہ آرام فرما رہی تھیں۔ پڑی تو انہوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے اس لیے پہچان لیا کہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھا تھا۔ (بخاری، رقم: ۴۱۴۱) معلوم ہوا کہ چہرہ بھی چھپایا جاتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ (سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ کے تحت) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو چہرے پر بھی کپڑا ڈال لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۶/۴۲۵)

حاصل یہ کہ پردہ کا تیسرا درجہ صرف بوڑھی عورت کے حق میں ہے؛ ورنہ جوان

عورتوں کا یہ پردہ نہیں؛ بلکہ بے پردگی ہے، موجودہ دور کا ایک بڑا فتنہ یہ بھی ہے کہ عورتیں حجاب تو پہن لیتی ہیں؛ لیکن چہرہ نہیں چھپاتیں، یا صرف ماسک لگالیتی ہیں، اور اس کو گناہ نہیں سمجھتیں، حالاں کہ چہرہ کھلا رکھنا ناجائز اور بہت بڑا گناہ ہے، اور اس کو دیکھ کر اگر کوئی لطف اندوز ہوتو اس کو گناہ ملے گا ہی، ساتھ ہی یہ عورت بھی گنہگار اور مستحق لعنت ہوگی۔

(شعب الایمان، رقم:۷۳۹۹)

حدیث نمبر ۳۴

اجنبی مردوں سے میل جول نہ رکھیے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: الحَمْوُ المَوْتُ. (بخاری، رقم:۵۲۳۲)

ترجمہ: تم عورتوں کے پاس جانے سے گریز کرو، ایک انصاری نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا عورت کے پاس اس کے شوہر کے قریبی رشتے دار بھی نہ آئیں؟ فرمایا: وہ تو موت ہیں۔

معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی کی روک تھام کے لیے ایک اہم اصول یہ ہے کہ مرد وعورت کے آزادانہ میل جول پر پابندی لگائی جائے، اللہ تعالیٰ نے جہاں جنس مخالف کی جانب رغبت و میلان کا جذبہ رکھا وہیں ایسے راستوں پر روک لگادی جن سے گزر نا زنا تک پہنچادے، چنانچہ پردے کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ بھی ممنوع قرار دیا گیا کہ عورتیں اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت اور تنہائی میں نہ بیٹھیں، حدیث میں ہے کہ جب بھی کوئی عورت کسی اجنبی کے ساتھ تنہائی میں ہوتی ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی، رقم: ۲۱۶۵) جو آتش شہوت کو بڑھا کر دونوں کو زنا میں مبتلا کردیتا ہے، ہر صبح دو فرشتے آواز

لگاتے ہیں: مردوں کی ہلاکت عورتوں کی وجہ سے اور عورتوں کی ہلاکت مردوں کی وجہ سے ہے۔ (ابن ماجہ، رقم: ۳۹۹۹) اور یہ کوئی نظریاتی بات نہیں ہے؛ بلکہ جہاں جہاں خلوتیں میسر ہوتی ہیں وہاں زنا کو فروغ ملتا ہے، ان کالجوں اور آفسوں میں جا کر دیکھا جائے جہاں مرد وعورت آزادانہ ملتے اور تنہائی اختیار کرتے ہیں، کتنی عورتوں کا دامن محفوظ ہے! گھروں میں شوہر کے دوستوں کے سامنے بیوی کی بے پردگی کا کتنا بھیانک انجام ہوتا ہے! بیوی کس طرح شوہر کے دوست کے ساتھ منہ کالا کر لیتی ہے! ان آشرموں اور جھوٹے عاملوں کے اڈوں کو جا کر دیکھا جائے جہاں بظاہر ایک مقدس تعلق ہوتا ہے؛ لیکن آگے جا کر وہ کس طرح کے تعلقات میں تبدیل ہوتا ہے اس کی خبریں آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔

پھر اجنبی سے مراد صرف وہ نہیں ہے جس سے کوئی رشتہ نہ ہو؛ بلکہ ہر وہ رشتہ دار اجنبی ہے جو محرم نہ ہو؛ لہٰذا دیور، بہنوئی، چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد وغیرہ ہر کسی سے پردہ لازم ہے، یہی خاندان کے حق میں بہتر ہے؛ ورنہ بے پردگی اور بلا روک ٹوک خلوتوں سے خاندان برباد ہو جاتا ہے اور اجڑ جاتا ہے، سالی کے بہنوئی کے ساتھ اور بھابھی کے دیور کے ساتھ حرام تعلقات کی اتنی کثرت ہو چکی ہے کہ معاشرے میں یہ رشتہ بے حیائی کی مثال بن چکا ہے۔

ایسی کار میں اکیلے سفر نہیں کرنا چاہیے جس کا ڈرائیور مرد ہو، جہاں جہاں خلوت کا اندیشہ ہے وہاں غیرت وحیا کا ثبوت دیتے ہوئے جانے سے گریز کرنا چاہیے، اگر ضروری ہو تو محرم کو ساتھ لے جانا چاہیے۔

حدیث نمبر ۳۵

نکاح سنت کے مطابق کیجیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. (ابن ماجہ، رقم:۱۸۴۶)

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے، جو شخص میری سنت پر عمل نہ کرے اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔

اسلام میں نکاح کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔ (الرعد:۳۸) بے نکاحی زندگی کو ناپسند کہا گیا۔ (شرح السنہ للبغوی، رقم: ۴۸۴) نکاح سے ذہنی وقلبی سکون ملتا ہے، عفت و پاک دامنی حاصل ہوتی ہے اور شہوت ونفسانیت پر کنٹرول رہتا ہے۔ (بخاری، رقم:۱۹۰۵) نسل انسانی کی بقا بھی اسی سے ہے۔ (البقرۃ:۱۸۷) اس لیے اس اہم کام کو بلوغ کے بعد جتنا جلد ہوسکے انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے، اچھے بھلے شخص کا اگر رشتہ آجائے جو دین دار اور بااخلاق ہو تو نکاح کر دینا چاہیے، تعلیم کے مکمل نہ ہونے یا عمر کم ہونے کا بہانہ کر کے یا جہیز کی تیاری کے نام پر نکاح میں تاخیر کرنا معاشرے میں فتنہ وفساد کا سبب بنتا ہے۔ (ابن ماجہ، رقم:۱۹۶۷)

حدیث میں کہا گیا: سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم آئے۔ (مسند احمد، رقم:۲۴۵۲۹) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنے بھی نکاح فرمائے ہیں ان میں تکلفات کا اہتمام نہیں کیا گیا؛ بلکہ جتنی وسعت تھی اس کے مطابق عقدِ نکاح ہوا۔ (بخاری، باب الولیمۃ) آج کل نکاح کو بہت ہی مشکل بنالیا گیا ہے، منگنی، جوڑے، جہیز، برات، دولہا دولہن کے حد سے زیادہ مہنگے کپڑے، برات، عقدِ نکاح کی دعوت وغیرہ رسومات ورواج اس طرح جڑ پکڑ چکے ہیں کہ جب تک آدمی کے پاس اتنے کاموں کے لیے ایک معتد بہ رقم جمع نہیں ہوجاتی وہ اپنے بچوں کا نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، چاہے بچے بچیاں جوانی کے آخری مراحل تک پہنچ چکے ہوں اور بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے والے ہوں، پھر ان اخراجات کے لیے حرام طریقے بھی اختیار کرتا ہے، لوگوں سے قرضے بھی لیتا ہے اور

شادی کے بعد ان کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے ذلیل وخوار بھی ہوتا ہے۔

یہ سب اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی بات ہے، نکاح کو بہت ہی آسان بنایا گیا ہے؛ اس لیے اس کو آسان طریقے سے کم خرچ میں انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے، خاص طور پر عورتوں کو اپنا رویہ بدلنے کی سخت ضرورت ہے، وہی بلا وجہ رسوم ورواج پر ابھارتی ہیں اور نہ کرنے پر ناراض ہونے وغیرہ کی دھمکی دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ شریعت کے مطابق نکاح کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: عورت اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب کب ہوتی ہے؟

سوال ۲: بہترین عورتیں کون ہیں؟

سوال ۳: پردۂ شرعی کا پہلا درجہ کیا ہے؟

سوال ۴: جنت کی خوشبو کن عورتوں کو نہیں ملے گی؟

سوال ۵: ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں کن امور کی رعایت ہونی چاہیے؟

سوال ۶: چہرہ کا کھلا رکھنا کیسا ہے؟

سوال ۷: اجنبی مردوں سے میل جول رکھنے کے نقصانات کا ذکر کریں۔

سوال ۸: شوہر کے رشتے دار محرم ہیں یا غیر محرم؟ اور ان سے پردہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال ۹: نکاح کے فوائد لکھیں۔

سوال ۱۰: بابرکت نکاح کون سا ہے؟ اور آج کل کی شادیوں میں برکت کیوں نہیں ہے؟

حدیث نمبر ۳۶

شوہر کی خدمت واطاعت کیجیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ. (ابوداؤد، رقم:۱۶۶۴)

ترجمہ: کیا میں تمھیں آدمی کے لیے سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں؟ وہ نیک عورت ہے، کہ جب شوہر اس کی جانب دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے، اس کو کسی کام کے لیے کہے تو اسے فوراً کردے، جب گھر میں موجود نہ ہو تو گھر کی حفاظت کرے۔

شوہر کا شریعتِ اسلامی میں بڑا مقام ومرتبہ ہے، اس کو قوّام (نگران اور سرپرست) بنایا گیا ہے۔ (النساء:۳۴) حدیث میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (ترمذی، رقم:۱۱۵۹) شوہر کو راضی رکھنا عورت کی ذمہ داری ہے، جس عورت کی رات اس حالت میں گزرے کہ شوہر اس سے ناراض ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (ترمذی، رقم: ۳۵۸) شوہر کی رضاجوئی اتنی اہم ہے کہ بیوی اگر اس حال میں انتقال کرجائے کہ اس کا شوہر اس سے خوش تھا تو اس کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (ترمذی، رقم:۱۱۶۱) شوہر کی نافرمانی اور اس کے احسانات کی ناشکری جہنم میں جانے کا سبب بنتی ہے، شوہر کو ہمیشہ عار دلاتے رہنا کہ تم نے مجھے دیا ہی کیا ہے یہ جہنمی عورت کی نشانی ہے۔ (بخاری، رقم:۲۹) شوہر بیوی کو بستر پر بلائے اور عورت بلا عذر آنے سے انکار کردے تو اس سے اللہ ناراض ہوجاتے ہیں اور فرشتوں کی لعنت برستی ہے۔ (بخاری، رقم:۳۲۳۷ و مسلم، رقم:۱۴۳۶) آج میریٹل ریپ کے نام پر شوہر کا حق چھیننے والی عورتیں ذرا اس کے انجام پر بھی نظر کرلیں، شوہر بیوی کے لیے جنت بھی ہے جہنم بھی، اگر عورت جنت چاہتی ہے تو شوہر کے حقوق ادا کرے؛ ورنہ کوتاہی جہنم جانے کا سبب بنے گی۔ (مؤطا امام محمد، رقم:۹۵۲)

شوہر کے مقام و مرتبہ کو سمجھتے ہوئے عورت کو چاہیے کہ اس کے حقوق کو ادا کرنے کی کوشش کرے، دل میں شوہر کی عظمت، احترام اس کے حکم کی اطاعت کرے، بلا اجازت گھر سے باہر نہ جائے، تنہائی کی باتوں کو راز رکھے، شوہر کے گھر اور مال کی حفاظت کرے، شوہر کے رشتے داروں کا احترام کرے، شوہر کو راحت وسکون پہنچانے کی سعی کرے، دل سے خدمت کرے، بے جا فرمائشیں نہ کرے۔

حدیث نمبر ۳۷

اولاد کی دینی تربیت پر توجہ دیجیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ. (بخاری، رقم:۵۰۸۲)

ترجمہ: اونٹ کی سواری کرنے والی عورتوں (یعنی عرب کی عورتوں) میں سب سے بہتر قریش کی نیک عورتیں ہیں جو بچوں پر زیادہ مہربان اور شوہر کے مال واسباب کی زیادہ محافظ ہیں۔

بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار بے حد اہم ہوتا ہے؛ کیوں کہ بچے کا زیادہ تر وقت ماں کے ساتھ ہی گزرتا ہے، اگر ماں کے اخلاق وعادات درست ہوں گے تو بچے کے اندر بھی وہ یہ صفات منتقل کر سکے گی اور اگر اس کے اخلاق ہی خراب ہوں گے تو بچہ بھی بگڑ جائے گا؛ اس لیے بچوں کی تربیت میں سب سے پہلے ماں کو خود اپنے اندر صلاح وتقویٰ پیدا کرنا ضروری ہے، ایسی بھی مائیں گزری ہیں جو حمل کے زمانے میں باوضو رہتی اور قرآن کی تلاوت کرتی تھیں، باوضو بسم اللہ پڑھ کر دودھ پلانے کا اہتمام کرتی تھیں تو ان کے بچے بھی آگے چل کر اولیاء اللہ بنتے تھے، آج حمل ورضاعت کے ایام ناپاکی و

غفلت کی حالت اور گناہ کے کاموں میں گزرتے ہیں جس کا برا اثر بچے پر بھی پڑتا ہے۔

بچوں کو اچھی تربیت دینا ایک دینی فریضہ ہے، حدیث میں بچوں کے اکرام اور تربیت کی تلقین کی گئی ہے۔(ابن ماجہ، رقم:۳۶۷۱) اس کی انجام دہی میں کوتاہی سے آخرت میں پوچھ ہوگی۔ (بخاری، رقم:۲۴۰۹) صحیح تربیت کی وجہ سے زندگی میں بھی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے اور موت کے بعد بھی ثواب جاریہ کا ذریعہ بنتی ہے۔ (مسلم، رقم:۱۶۳۱) ورنہ یہی اولاد قیامت میں رب کے حضور والدین کو دوگنا عذاب دینے کا مطالبہ کرے گی۔(الاحزاب:۶۷)

تربیت شفقت ومہربانی کے ساتھ کرنی چاہیے، قریش کی عورتوں کو اسی وصف کی بنا پر بہترین قرار دیا گیا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ شفقت کرتی ہیں، آج کل دیکھا جاتا ہے کہ مائیں بے تحاشا اپنے بچوں کو مارتی پیٹتی ہیں، یہ بہت ہی مذموم اور بچوں کو والدین سے دور کردینے والا عمل ہے، بددعا سے بھی بچنا ضروری ہے، پتہ نہیں کون سی گھڑی مقبولیت کی ہو اور اس بددعا کی وجہ سے آپ کا بیٹا کسی حادثے کا شکار ہو جائے۔(مسلم، رقم:۳۰۰۹)

بچوں کے اندر عقیدۂ توحید کو مضبوط کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی عظمت بٹھائی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت پیدا کی جائے، سیرتِ نبوی، سیرت صحابہ اور سوانحِ اولیاء سے اچھے واقعات کہانیوں کی شکل میں سنائے جائیں، کارٹون یا بے کار گیمز سے حتی الامکان دور رکھا جائے، بری صحبت اور بری عادات سے بچایا جائے۔

حدیث نمبر ۳۸

طلاق وخلع میں جلد بازی نہ کیجیے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ. (مسلم، رقم: ۲۸۱۳)

ترجمہ: ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے، اُس کے قریب جگہ اسی کو ملتی ہے جو فتنہ ڈالنے میں ان سے بڑا ہو، اُن میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ یہ کام کیا، تو شیطان کہتا ہے تو نے کوئی (بڑا) کام نہیں کیا، پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی کو جدا کر کے ہی چھوڑا، شیطان اسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے: ہاں! تو نے بڑا کام کیا ہے۔

شریعت کی نگاہ میں نکاح ایک پاکیزہ، ٹھوس اور پائیدار رشتہ ہے، اسلام چاہتا ہے کہ جن دو مرد وعورت نے نکاح کی صورت میں ایک ساتھ زندگی بسر کرنے اور ایک دوسرے کا ساتھی بن کر رہنے کا عہد کیا ہے، وہ ہمیشہ اس پر قائم رہیں اور معمولی معمولی باتوں اور زندگی کی چھوٹی چھوٹی اُلجھنوں کی وجہ سے اس رشتہ کی مضبوط بنیادوں کو ڈھا نہ دیں۔

مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کبھی طلاق ایک ضرورت اور مجبوری بن جاتی ہے، کسی وجہ سے زندگی کی راہ پر ان دونوں کا ایک ساتھ چلنا ممکن نہیں ہوتا، اور حالات کچھ ایسے ہو جاتے ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا اور علاحدہ رہ کر زندگی بسر کرنا ہی دونوں کے لیے سکون وچین اور اطمینان کا سامان ہوتا ہے، ان حالات میں شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؛ لیکن کسی ضرورت اور مجبوری کے بغیر لی اور دی جانے والی طلاق کو سب سے ناپسندیدہ اور قابلِ نفرت عمل قرار دیا گیا ہے۔ (ابوداؤد، رقم: ۲۱۷۸) شوہر کے نشوز کے

بغیر اس سے خلع مانگنے والی اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت کو منافق اور ان پر جنت کی خوشبو کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی، رقم:۱۱۸۶ وابوداؤد، رقم:۲۲۲۶)

اس لیے ہر عورت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ شوہر کے حقوق کی پوری ادائیگی کی کوشش کرے، اس کی راحت وسکون کا خیال رکھے، اگر کوئی نااتفاقی ہوجاتی ہے تو ختم کرنے کی کوشش کرے، حتی المقدور رشتے کی ڈور کو ٹوٹنے نہ دے، ماں، دیگر رشتہ دار اور سہیلیوں کی باتوں میں آکر شوہر سے جن عورتوں نے طلاق کا مطالبہ کیا ہے انہوں نے اپنا گھر تو برباد کیا ہی ہے، ساتھ ہی ان کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے اور وہ تاحیات اس پر پچھتاتی رہی ہیں۔

حدیث نمبر ۳۹

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الخَلْقَ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ، قَالَتِ الرَّحِمُ: هَذَا مَقَامُ العَائِذِ بِكَ مِنَ القَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَهُوَ لَكِ. (بخاری، رقم:۵۹۸۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہوئے تو رحم نے کہا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ مانگنے کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے گا اسے میں جوڑوں گا، اور جو تجھے توڑے گا اسے میں توڑوں گا، رحم نے کہا: کیوں نہیں! (میں اس سے راضی ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اب ایسے ہی ہوگا۔

صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے، یہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کا شعار ہے۔ (الرعد:۲۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خاص وصف رہا ہے۔ (بخاری، رقم:۲) صلہ رحمی کی وجہ سے رزق میں فراخی، عمر میں برکت اور باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ (ترمذی، رقم:۱۹۷۹) حتیٰ کہ کافر رشتے دار کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کی

تعلیم ہے، ہجرت کے بعد حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی والدہ جو مشرکہ تھیں آئیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ عنہا کو ماں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت فرمائی۔ (مسلم، رقم: ۱۰۰۳)

اور جو لوگ رشتے داری کا خیال نہیں رکھتے اور قرابت داروں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں ان پر لعنت کی گئی ہے۔ (محمد: ۲۳) اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (شعب الایمان، رقم: ۷۵۹۰) ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری، رقم: ۵۹۸۴) بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔ (معجم اوسط، رقم: ۵۶۶۴) صلہ رحمی صرف یہی نہیں کہ جو ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے ہم بھی اس کے ساتھ بہتر سلوک کریں؛ بلکہ حقیقی صلہ رحمی تو یہ ہے کہ قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ بھی صلہ رحمی ہو، توڑنے والے کے ساتھ بھی جوڑ ہو۔ (بخاری، رقم: ۵۹۹۱)

صلہ رحمی کی صورتیں: رشتہ داروں سے ملاقات کرتے رہیں، ان سے حال احوال پوچھتے رہیں، ٹیلی فون کے ذریعے رابطے میں رہا جائے، خاندان کے بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کی جائے، چھوٹی موٹی باتوں کو اپنی اَنا کا مسئلہ نہ بنالیا جائے، خاندان کے غریب افراد پر صدقہ کیا جائے، گھر میں ملنے کے لیے آنے والے رشتے دار کا اچھی طرح استقبال کیا جائے، جس حد تک ممکن ہو ان کی خدمت کرکے خوشی محسوس کی جائے، خوشی اور غمی کے مواقع پر ان کے ساتھ شامل ہوا جائے، باہمی محبت میں تحائف بڑی اہمیت رکھتے ہیں، تحفہ خواہ کیسا ہی ہو خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے۔ (ترمذی، رقم: ۲۱۳۰)

بالخصوص بیوی کو شوہر کے رشتے داروں کا احترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، شوہر کا جذباتی اور قریبی رشتہ اپنی والدہ سے ہوتا ہے، بیوی کو بھی چاہیے کہ اس کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی ساس کو کسی قسم کی تکلیف پہنچنے نہ دے، نیز ساس کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بہو کو بیٹی کا درجہ دے، اس طرح گھر میں ایک خوش گوار ماحول قائم ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۰

علم حاصل کیجیے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. (ابن ماجہ، رقم: ۲۲۴)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائد صحیحہ کا علم حاصل کرے اور طہارت نجاست کے احکام سیکھے، نماز روزہ اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض وواجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے، جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ کے مسائل واحکام معلوم کرے، جس کو حج پر قدرت ہے اس کے لیے فرض عین ہے کہ حج کے احکام و مسائل معلوم کرے، جس کو بیع وشراء کرنا پڑے یا تجارت وصنعت یا مزدوری واجرت کے کام کرنے پڑیں اس پر فرض عین ہے کہ بیع واجارہ وغیرہ کے مسائل واحکام سیکھے، جب نکاح کرے تو نکاح کے احکام ومسائل اور طلاق کے احکام ومسائل معلوم کرے، غرض جو کام شریعت نے ہر انسان کے ذمہ فرض وواجب کیے ہیں ان کے احکام ومسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے... اس جگہ فرض عین سے مراد اس کا صرف وہ حصہ ہے جس میں اعمال باطنہ فرض و واجب کی تفصیل ہے، مثلاً عقائد صحیحہ جس کا تعلق باطن سے ہے یا صبر، شکر، توکل، قناعت وغیرہ ایک خاص درجے میں فرض ہیں، یا غرور وتکبر، حسد وبغض، بخل وحرص دنیا وغیرہ جو از روئے قرآن وسنت حرام ہیں، ان کی حقیقت اور اس کے حاصل کرنے یا حرام چیزوں سے بچنے کے طریقے معلوم کرنا بھی ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، علم تصوف کی اصل بنیاد اتنی ہی ہے جو فرض عین ہے۔

علم کی روشنی سے گھر کی جہالت ختم ہوگی، اور یہ واضح ہے کہ گھروں میں جو بے دینی کی

فضا ہے، مختلف رسوم ورواج خاص کر عورتوں میں جو پھیل چکے ہیں، اور وہ شریعت سے زیادہ ان رسوم کو اہمیت دیتی ہیں اور مردوں کو زبردستی کرنے کے لیے کہتی ہیں ؛ ورنہ ناراض ہوجاتی ہیں یا تعلق ختم کرلیتی ہیں، ان سب کی بنیادی وجہ علم سے دوری ہے، ہر عورت پر لازم ہے کہ وہ مذکورہ تفصیل کے مطابق فرض عین علم ضرور حاصل کرے؛ ورنہ وہ ایک شرعی فریضہ چھوڑنے کی گنہگار ہوگی۔

علمائے کرام نے خواتین کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے دینی مدارس بھی کھولے ہیں، مختصر کورس بھی رکھے ہیں، کیمپ بھی قائم کیے جاتے رہتے ہیں، آف لائن بھی ہے اور آن لائن بھی، ان سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر عورت کو علمِ دین حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال۱: سب سے بہترین خزانہ کیا ہے؟

سوال ۲: شوہر کی خدمت واطاعت پر چند سطریں لکھیں۔

سوال ۳: قریش کی نیک عورتوں کو بہترین عورتیں کیوں قرار دیا گیا؟

سوال ۴: بچوں کو مارنا یا بددعا دینا کیسا ہے؟

سوال۵: ابلیس کس چیز پر سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے؟

سوال۶: خلع میں جلد بازی کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال۷: رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کی کیا اہمیت ہے؟

سوال۸: صلہ رحمی کس طرح کی جاسکتی ہے؟

سوال۹: کون سا علم حاصل کرنا فرض عین ہے؟

سوال ۱۰: عورتوں کے دینی تعلیم یافتہ ہونے کے کیا فوائد ہیں؟

مآخذ و مراجع

- آسان ترجمۂ قرآن، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم
- معارف الحدیث، مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، دار الاشاعت کراچی
- تحفۂ خواتین، مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ معارف القرآن کراچی
- شرح اربعین نووی، مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، الاتحاد الاسلامی العالمی
- اسلام کے تین بنیادی عقائد، مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید اکیڈمی یوپی
- حقوق العباد، مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ترتیب: محمد اقبال قریشی مدظلہ، ادارۂ اسلامیات کراچی
- التوحید الخالص، مفتی شعیب اللہ خان مفتاحی دامت برکاتہم، فیصل پبلیکیشنز دیوبند
- اسوۂ صحابیات، مولانا عبد السلام ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعات خواتین لاہور
- خطبات سکھروی، مولانا عبد الرؤوف سکھروی دامت برکاتہم، مکتبۃ الاسلام کراچی
- اسلام اور پڑوسی، مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم، اصلاح معاشرہ کمیٹی
- اسلام پر بے جا اعتراضات کے جوابات، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ، نعیمیہ دیوبند
- سفرۃ الواعظین، مفتی عادل عثمانی، مکتبہ عثمانیہ راندیڑ
- گلدستۂ سنت، حافظ محمد ابراہیم مجددی نقشبندی، الکہف پبلیکیشنز
- اسلام کا نظام حج وعمرہ، جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد
- خطبات مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم دار العلوم حیدرآباد (غیر مطبوعہ)
- باحیا اور پاک دامن بنانے والی ۴۶ سنتیں، مفتی منیر احمد صاحب، المنیر فاؤنڈیشن
- پردہ کے تعلق سے متعدد کتابیں از حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا نور احمد صاحب و مفتی امجد صاحب و مفتی ابوبکر جابر صاحبان دامت برکاتہم
- ذی الحجہ اور قربانی کی فضیلت و اہمیت، مولوی محمد شعیب کڈپوی، کہف الایمان کڈپہ
- شوہر کے حقوق اور بیوی کی ذمہ داریاں، مولانا ہارون معاویہ، بیت العلوم لاہور
- رہنما اصول برائے ازدواجی زندگی، عبد اللطیف قاسمی، جامعہ غیث الہدیٰ بنگلور
- بچوں کی تربیت سے متعلق چالیس احادیث، شیخ اسعد اعظمی، مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
- متعدد ویب سائٹس